Over 210K+ Followers

23 TO 29 MARCH, 2026 | ☆☆☆ ۲۳تا۲۹مارچ۲۰۲۶

عوام۔نظام اور ایوان

چیف ایڈیٹر: شیخ راشد عالم

ایڈیٹر: نشید آفاقی

پاک واچ ستان

PAKISTAN WATCH

جنگ کے سائے...
دنیا ایک خطرناک موڑ پر کھڑی ہے

آپریشن غضب للحق: دہشت گردی کیخلاف آہنی وار

شیخ راشد عالم کا کالم

ملک میں سائبر حملوں کے بڑھتے خطرات

گوگل کا اے آئی پروفیشنل سرٹیفکیٹ پروگرام

نئی کمپنیوں کی رجسٹریشن: معاشی سرگرمیوں میں تیزی کا اشارہ

جنگ کے سائے... دنیا ایک خطرناک موڑ پر کھڑی ہے

پاکستان واچ رپورٹ

دنیا اس وقت کسی خدشے یا امکان نہیں بلکہ ایک واضح اور کھلی حقیقت کا سامنا کر رہی ہے۔ ایران، امریکا اور اسرائیل کے درمیان جاری تصادم اب محض کشیدگی یا جنگی کیفیت نہیں رہا بلکہ ایک باقاعدہ جنگ کی صورت اختیار کر چکا ہے۔ ایک دوسرے پر حملے، میزائلوں کی بوچھاڑ، اور عسکری تنصیبات کو نشانہ بنانے کے تسلسل نے اس حقیقت کو پوری طرح عیاں کر دیا ہے کہ دنیا ایک نئے دورِ جنگ میں داخل ہو چکی ہے۔

مشرقِ وسطیٰ اس وقت عملی طور پر میدانِ جنگ بنا ہوا ہے۔ ایران اور اسرائیل کے درمیان براہِ راست حملوں کا سلسلہ جاری ہے جبکہ امریکا بھی اس جنگ میں ایک فعال کردار ادا کر رہا ہے۔ جدید جنگی طیارے، ڈرونز اور میزائل سسٹمز کے ذریعے کیے جانے والے حملے نہ صرف عسکری طاقت کا اظہار ہیں بلکہ یہ اس بات کا ثبوت بھی ہیں کہ اب تنازع سفارتی سطح سے نکل کر مکمل عسکری تصادم میں بدل چکا ہے۔ ہر گزرتے دن کے ساتھ حملوں کی شدت اور دائرہ کار میں اضافہ ہو رہا ہے۔

یہ جنگ صرف تین ممالک تک محدود نہیں رہی بلکہ اس کے اثرات پوری دنیا میں محسوس کیے جا رہے ہیں۔ عالمی معیشت شدید دباؤ کا شکار ہے۔ تیل کی قیمتوں میں غیر معمولی اتار چڑھاؤ، تجارتی راستوں میں رکاوٹیں، اور مالیاتی منڈیوں میں بے یقینی نے ایک نیا بحران پیدا کر دیا ہے۔ توانائی کے ذرائع متاثر ہونے سے ترقی پذیر ممالک سب سے زیادہ متاثر ہو رہے ہیں، جہاں پہلے ہی مہنگائی اور معاشی مشکلات عوام کی زندگی کو اجیرن بنائے ہوئے ہیں۔

انسانی المیہ اس جنگ کا سب سے دردناک پہلو ہے۔ شہری آبادی براہِ راست نشانے پر ہے، شہر تباہ ہو رہے ہیں، اور لاکھوں افراد بے گھر ہو چکے ہیں۔ اسپتالوں پر دباؤ بڑھ رہا ہے، بنیادی سہولیات ناپید ہوتی جا رہی ہیں، اور خوف و ہراس نے عام زندگی کو مفلوج کر دیا ہے۔ جنگی طیاروں کی گرج اور دھماکوں کی آوازیں اب روزمرہ کا معمول بن چکی ہیں۔

امریکا کی براہِ راست شمولیت نے اس جنگ کو مزید وسعت دے دی ہے۔ ایک طرف وہ اسرائیل کے ساتھ کھڑا ہے تو دوسری جانب ایران اپنی عسکری طاقت کا بھرپور جواب دے رہا ہے۔ اس صورتحال نے عالمی طاقتوں کو بھی متحرک کر دیا ہے اور دنیا واضح طور پر مختلف بلاکس میں تقسیم ہوتی نظر آ رہی ہے۔ یہ تقسیم عالمی سیاست میں ایک نئی صف بندی کی نشاندہی کر رہی ہے۔

جدید ٹیکنالوجی نے اس جنگ کو پہلے سے کہیں زیادہ خطرناک بنا دیا ہے۔ ڈرون حملے، سائبر وار، اور جدید ترین میزائل سسٹمز نے جنگ کی نوعیت کو مکمل طور پر بدل دیا ہے۔ اب ایک حملہ صرف میدانِ جنگ تک محدود نہیں رہتا بلکہ پورے نظام کو متاثر کر سکتا ہے، جس کے اثرات براہِ راست عام شہریوں تک پہنچتے ہیں۔

معاشرتی سطح پر اس جنگ کے اثرات بھی گہرے ہو رہے ہیں۔ خوف، بے چینی اور عدم تحفظ کا احساس بڑھ رہا ہے۔ تعلیم، صحت اور روزگار کے شعبے متاثر ہو رہے ہیں۔ نوجوان نسل، جو مستقبل کی امید ہوتی ہے، شدید اضطراب کا شکار ہے۔ جب مسلسل جنگی حالات کا سامنا ہو تو معاشرے میں عدم استحکام پیدا ہونا ناگزیر ہو جاتا ہے۔

اس جنگ نے عالمی اداروں کی افادیت پر بھی سوال اٹھا دیے ہیں۔ وہ ادارے جو امن کے قیام کے لیے قائم کیے گئے تھے، اس وقت بے بس دکھائی دیتے ہیں۔ بیانات اور قراردادیں اپنی جگہ، مگر زمینی حقائق میں کوئی نمایاں تبدیلی نظر نہیں آتی۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا میں ایک نئے عالمی نظام کی باتیں زور پکڑ رہی ہیں۔

یہ تمام صورتحال اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ دنیا ایک بڑی تبدیلی کے دور سے گزر رہی ہے۔ طاقت کا توازن بدل رہا ہے، اتحاد نئے سرے سے تشکیل پا رہے ہیں، اور عالمی سیاست ایک نئے رخ پر گامزن ہے۔ یہ وہ موڑ ہے جہاں ہونے والے فیصلے آنے والی نسلوں کی تقدیر کا تعین کریں گے۔

اس کے باوجود ایک حقیقت اپنی جگہ قائم ہے کہ جنگ کبھی بھی مستقل حل فراہم نہیں کرتی۔ تاریخ گواہ ہے کہ ہر جنگ کے بعد بالآخر مذاکرات کا راستہ اختیار کرنا پڑتا ہے۔ اصل کامیابی وہی ہے جو امن کے ذریعے حاصل ہو، نہ کہ تباہی کے ذریعے۔

پاکستان جیسے ذمہ دار ممالک کے لیے یہ وقت انتہائی اہم ہے۔ دانشمندانہ پالیسی، داخلی استحکام، اور عالمی سطح پر متوازن کردار ادا کرنا ناگزیر ہو چکا ہے۔ ایسے حالات میں جذبات کے بجائے حکمت عملی اور تدبر کی ضرورت ہوتی ہے۔

آخر میں یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ دنیا اس وقت واقعی ایک حقیقی جنگ کے سائے میں کھڑی ہے۔ یہ کوئی وقتی بحران نہیں بلکہ ایک فیصلہ کن مرحلہ ہے۔ اگر اس مرحلے پر درست فیصلے نہ کیے گئے تو اس کے اثرات نہ صرف موجودہ نسل بلکہ آنے والی نسلوں کو بھی بھگتنا پڑیں گے۔

یہ وہ لمحہ ہے جہاں انسانیت کو خود فیصلہ کرنا ہے کہ وہ تباہی کے راستے پر آگے بڑھنا چاہتی ہے یا امن، استحکام اور بقا کی طرف واپس آنا چاہتی ہے۔

مجلس ادارت:

● چیف ایڈیٹر: شیخ راشد عالم ● ایگزیکٹو ایڈیٹر: ڈاکٹر ہما بخاری ● ایڈیٹر: نشید آفاقی

● لیگل ایڈوائزر: ندیم شیخ ایڈووکیٹ ● ایم ڈی سیلز اینڈ مارکیٹنگ: ظفر حسین،

● ڈائریکٹر بزنس ڈیولپمنٹ: ثوبیہ شاکر علی ● پریس منیجر: شکیل احمد خان

● رپورٹنگ ٹیم: احمد حسین انصاری، نصیر الدین، جاوید احمد
محمد دانش، ارباب حسین، حسنین احمد

● رپورٹنگ ٹیم: احمد حسین انصاری، نصیر الدین، جاوید احمد
محمد دانش، ارباب حسین، حسنین احمد

دفتر کا پتہ: H41، پی ای سی ایچ ایس، بلاک 2، کراچی
فون نمبر: 021-34528802-3

23 TO 29 MARCH, 2026 ☆☆☆ ۲۳ تا ۲۹ مارچ ۲۰۲۶ ☆☆☆

عوام۔نظام اور ایوان

چیف ایڈیٹر: شیخ راشد عالم ایڈیٹر: نشید آفاقی

پاک واچ

PAKISTAN WATCH

https://www.facebook.com/ pakistanwatch.news

فرمان الٰہی

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے

اور اے میری قوم ناپ اور تول انصاف کے ساتھ پوری کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر نہ دو اور زمین میں فساد مچاتے نہ پھرو

سورۃ ہود 11- آیت نمبر 85

مجھے ہے حکم اذاں.................!

وفاقی وزیر خزانہ سینیٹر محمد اورنگزیب نے ملک میں ایندھن کی دستیابی کو تسلی بخش قرار دیتے ہوئے عوام کو یقین دہانی کرائی ہے کہ گھبراہٹ کی کوئی ضرورت نہیں اور نہ ہی غیر ضروری ذخیرہ اندوزی کی ضرورت ہے۔ یہ بات انہوں نے پیٹرولیم مصنوعات کی نگرانی سے متعلق قائم کابینہ کمیٹی کے اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے کہی، جہاں توانائی کی موجودہ صورتحال اور آئندہ مہینوں کی حکمت عملی کا تفصیلی جائزہ لیا گیا۔ اجلاس کے دوران حکام کی جانب سے بریفنگ میں بتایا گیا کہ مارچ کے مہینے کے لیے ایندھن کی ضروریات مکمل طور پر محفوظ کر لی گئی ہیں، جبکہ اپریل کے لیے بھی فراہمی کو یقینی بنانے کے لیے پیشگی منصوبہ بندی کی جا چکی ہے۔ بریفنگ میں اس امر پر بھی زور دیا گیا کہ عالمی سطح پر بدلتی ہوئی صورتحال کے باوجود پاکستان اپنی توانائی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے متبادل ذرائع تلاش کر رہا ہے اور سپلائی چین کو مستحکم بنانے کے اقدامات جاری ہیں۔ وزیر خزانہ محمد اورنگزیب نے اجلاس میں کہا کہ حکومت توانائی کے شعبے میں کسی بھی ممکنہ بحران سے نمٹنے کے لیے مکمل طور پر متحرک ہے۔ انہوں نے واضح کیا کہ ملک میں ایندھن کے ذخائر مناسب سطح پر موجود ہیں اور عوام کو کسی قسم کی افواہوں یا خدشات کا شکار ہونے کی ضرورت نہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ حکومت کی اولین ترجیح توانائی کی بلاتعطل فراہمی کو یقینی بنانا ہے تاکہ صنعتی و معاشی سرگرمیاں متاثر نہ ہوں۔ تاہم اجلاس کے دوران ایک اہم انکشاف بھی سامنے آیا، جہاں سیکرٹری پیٹرولیم نے بتایا کہ 14 اپریل کے بعد ملک میں ایل این جی کی دستیابی میں تعطل آ سکتا ہے۔ ان کے مطابق اس صورتحال کے باعث اپریل کے مہینے میں پاور سیکٹر کی گیس ضروریات مکمل طور پر پوری کرنا ممکن نہیں ہوگا، جس سے بجلی کی پیداوار متاثر ہونے کا خدشہ ظاہر کیا گیا ہے۔ سیکرٹری پیٹرولیم نے مزید بتایا کہ حکومت اس ممکنہ چیلنج سے نمٹنے کے لیے مختلف آپشنز پر غور کر رہی ہے، جن میں متبادل ایندھن کا استعمال اور درآمدی ذرائع میں تنوع شامل ہے۔ انہوں نے کہا کہ عالمی منڈی میں ایل این جی کی قیمتوں اور دستیابی میں اتار چڑھاؤ ایک بڑا چیلنج ہے، تاہم حکومت اس صورتحال کو بہتر انداز میں سنبھالنے کے لیے مسلسل اقدامات کر رہی ہے۔ ماہرین کے مطابق اگر ایل این جی کی فراہمی میں واقعی تعطل آتا ہے تو اس کے اثرات پاور سیکٹر کے ساتھ ساتھ صنعتی پیداوار پر بھی مرتب ہو سکتے ہیں۔ تاہم حکومتی یقین دہانیوں کے بعد توقع کی جا رہی ہے کہ بروقت اقدامات کے ذریعے اس ممکنہ بحران کے اثرات کو کم سے کم رکھا جائے گا۔ اجلاس میں اس عزم کا اظہار بھی کیا گیا کہ توانائی کے شعبے میں خود کفالت کے حصول کے لیے طویل المدتی حکمت عملی اپنائی جائے گی، تاکہ مستقبل میں ایسے مسائل سے بچا جا سکے اور ملک کی معیشت کو مستحکم بنیادوں پر استوار کیا جا سکے۔

خیر اندیش
شیخ راشد عالم
چیف ایڈیٹر

Top Stories ٹاپ اسٹوریز

Consumer Watch

PAGE 04

آپریشن غضب للحق: دہشت گردی کے خلاف آہنی وار
شیخ راشد عالم کا کالم

PAGE 07

پاکستان میں گوگل کا اے آئی پروفیشنل سرٹیفکیٹ پروگرام

PAGE 05

ای چالان سسٹم پر پھر سوالیہ نشان، بس کا چالان عدالت میں چیلنج

PAGE 08

چینی ایرواسپیس کمپنی کی پاکستان میں کثیر سرمایہ کاری میں دلچسپی

PAGE 06

ملک میں سائبر حملوں کے بڑھتے خطرات

PAGE 13

پاکستان کا کل بیرونی قرضہ 148 ارب ڈالر

چیف ایڈیٹر و پبلشر شیخ راشد عالم نے فیئر پرنٹنگ پریس راجہ کوثر بلڈنگ، برنس روڈ سے چھپوا کر H-41، پی ای سی ایچ ایس، بلاک 2 کراچی سے شائع کیا

Over 210K+ Followers on social media now shining in print too

”حرفِ حق“

شیخ راشد عالم

آپریشن غضب للحق

دہشت گردی کے خلاف آہنی وار

خطے کی بدلتی ہوئی صورتحال میں پاکستان نے ایک بار پھر واضح کر دیا ہے کہ اس کی سلامتی، خودمختاری اور عوام کے تحفظ پر کوئی سمجھوتہ نہیں کیا جا سکتا۔ حالیہ "آپریشن غضب للحق" اسی عزم اور قومی غیرت کا مظہر ہے، جس کے ذریعے پاک فوج اور پاک فضائیہ نے دہشت گرد عناصر کے خلاف فیصلہ کن کارروائی کا آغاز کیا۔ یہ آپریشن نہ صرف عسکری حکمت عملی کا حصہ ہے بلکہ ایک واضح پیغام بھی ہے کہ پاکستان اپنی سرزمین کو کسی بھی قسم کی دہشت گردی کے لیے استعمال ہونے نہیں دے گا۔

گزشتہ چند برسوں میں دہشت گردی کے واقعات میں جو اضافہ دیکھنے میں آیا، اس نے ریاستی اداروں کو ایک بار پھر متحرک ہونے پر مجبور کیا۔ سرحد پار سے ہونے والی دراندازی، شدت پسند عناصر کی محفوظ پناہ گاہیں اور افغان سرزمین کا استعمال پاکستان کے خلاف ہونا ایک سنگین مسئلہ بن چکا تھا۔ ایسے میں "آپریشن غضب للحق" کا آغاز ایک ناگزیر قدم تھا، جس کا مقصد نہ صرف دہشت گردوں کے نیٹ ورکس کو توڑنا بلکہ ان کے سہولت کاروں کا مکمل خاتمہ بھی ہے۔

پاک فوج نے اس آپریشن میں اپنی پیشہ ورانہ مہارت، جدید حکمت عملی اور بہترین انٹیلیجنس کو بروئے کار لاتے ہوئے دہشت گردوں کے ٹھکانوں کو نشانہ بنایا۔ دوسری جانب پاک فضائیہ نے برق رفتاری سے کارروائیاں کرتے ہوئے دہشت گردوں کے اہم مراکز کو تباہ کیا، جس سے ان کی کمر ٹوٹ گئی۔ یہ کارروائیاں اس بات کا ثبوت ہیں کہ پاکستان کی مسلح افواج ہر قسم کے خطرے سے نمٹنے کی بھرپور صلاحیت رکھتی ہیں۔

افغان طالبان کے بعض عناصر کی جانب سے پاکستان کے خلاف سرگرمیوں میں ملوث ہونے کے شواہد سامنے آنے کے بعد یہ کارروائی مزید ناگزیر ہو گئی تھی۔ پاکستان نے ہمیشہ افغانستان میں امن اور استحکام کی حمایت کی ہے، لیکن اگر اس امن کو پاکستان کے خلاف استعمال کیا جائے تو خاموش رہنا ممکن نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس آپریشن کے ذریعے واضح کیا گیا کہ دہشت گردی چاہے کسی بھی شکل میں ہو، اس کے خلاف کارروائی یقینی بنائی جائے گی۔

"آپریشن غضب للحق" کی ایک اہم خصوصیت اس کی ہمہ جہتی حکمت عملی ہے۔ اس میں صرف فوجی کارروائیاں ہی شامل نہیں بلکہ انٹیلیجنس بیسڈ آپریشنز، سرحدی نگرانی، اور اندرونی سیکیورٹی اقدامات بھی شامل ہیں۔ اس جامع حکمت عملی کا مقصد دہشت گردی کے مکمل خاتمے کو یقینی بنانا ہے تاکہ ملک میں پائیدار امن قائم ہوسکے۔

پاکستان کی تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ جب بھی قوم کو کسی چیلنج کا سامنا ہوا، اس نے متحد ہو کر اس کا مقابلہ کیا۔ دہشت گردی کے خلاف جنگ میں بھی قوم نے اپنی افواج کا بھرپور ساتھ دیا ہے۔ آج ایک بار پھر یہی جذبہ درکار ہے تاکہ اس آپریشن کو کامیاب بنایا جا سکے۔ عوامی حمایت کے بغیر کسی بھی بڑے آپریشن کی کامیابی ممکن نہیں ہوتی، اور پاکستانی قوم ہمیشہ اس حوالے سے اپنی ذمہ داری ادا کرتی آئی ہے۔

یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ دہشت گردی کے خلاف جنگ صرف بندوق کے ذریعے نہیں جیتی جا سکتی۔ اس کے لیے فکری اور نظریاتی محاذ پر بھی کام کرنا ضروری ہے۔ شدت پسندی کے بیانیے کو ختم کرنا، نوجوانوں کو مثبت سرگرمیوں کی جانب راغب کرنا اور تعلیم و شعور کو فروغ دینا بھی اس جنگ کا اہم حصہ ہے۔ "آپریشن غضب للحق" اسی وسیع تناظر میں ایک قدم ہے، جس کا مقصد صرف فوری خطرات کا خاتمہ نہیں بلکہ مستقبل کو محفوظ بنانا بھی ہے۔

حکومت اور عسکری قیادت کا یہ واضح اعلان کہ "آخری دہشت گرد کے خاتمے تک کارروائی جاری رہے گی" ایک مضبوط عزم کی عکاسی کرتا ہے۔ یہ بیان نہ صرف دہشت گردوں کے لیے ایک وارننگ ہے بلکہ قوم کے لیے حوصلے کا پیغام بھی ہے۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ پاکستان کسی بھی دباؤ یا مصلحت کا شکار ہوئے بغیر اپنی سلامتی کو یقینی بنانے کے لیے پرعزم ہے۔

بین الاقوامی سطح پر بھی پاکستان کا یہ اقدام اہمیت کا حامل ہے۔ دنیا بھر میں دہشت گردی کے خلاف جاری کوششوں میں پاکستان کا کردار ہمیشہ نمایاں رہا ہے۔ "آپریشن غضب للحق" اس بات کا ثبوت ہے کہ پاکستان نہ صرف اپنے لیے بلکہ خطے کے امن کے لیے بھی سنجیدہ ہے۔ اس سے عالمی برادری کو بھی یہ پیغام ملتا ہے کہ پاکستان ایک ذمہ دار ریاست کے طور پر دہشت گردی کے خاتمے کے لیے عملی اقدامات کر رہا ہے۔

تاہم، اس آپریشن کے دوران احتیاط اور ذمہ داری کا مظاہرہ بھی انتہائی ضروری ہے۔ عام شہریوں کا تحفظ، انسانی حقوق کا خیال اور بین الاقوامی قوانین کی پاسداری ایسے عوامل ہیں جو کسی بھی فوجی کارروائی کی ساکھ کو متاثر کرتے ہیں۔ خوش آئند بات یہ ہے کہ پاکستان کی مسلح افواج ان تمام پہلوؤں کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی کارروائیاں انجام دے رہی ہیں۔

مستقبل کے حوالے سے دیکھا جائے تو "آپریشن غضب للحق" ایک فیصلہ کن موڑ ثابت ہو سکتا ہے۔ اگر اس آپریشن کو اسی تسلسل، عزم اور حکمت عملی کے ساتھ جاری رکھا گیا تو وہ دن دور نہیں جب پاکستان مکمل طور پر دہشت گردی کے ناسور سے پاک ہو جائے گا۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ ریاستی ادارے، سیاسی قیادت اور عوام ایک صفحے پر رہیں اور کسی بھی قسم کے اختلاف کو قومی مفاد پر حاوی نہ ہونے دیں۔

آخر میں یہ کہنا بجا ہوگا کہ "آپریشن غضب للحق" صرف ایک فوجی کارروائی نہیں بلکہ ایک قومی عہد ہے۔ یہ عہد اس بات کا ہے کہ پاکستان کو ایک پرامن، مستحکم اور محفوظ ملک بنایا جائے گا جہاں ہر شہری بلاخوف و خطر زندگی گزار سکے۔ پاک فوج اور پاک فضائیہ کی یہ قربانیاں اور جدوجہد پوری قوم کے لیے باعث فخر ہیں، اور ان کا یہ عزم کہ "آخری دہشت گرد کے خاتمے تک کارروائی جاری رہے گی" یقیناً ایک روشن اور محفوظ مستقبل کی نوید ہے۔

Over 210K+ Followers on social media now shining in print too

نشیب و فراز

نشید آفاقی

ای چالان سسٹم پر پھر سوالیہ نشان

بس کا چالان عدالت میں چیلنج

شہر میں اربوں روپے کی لاگت سے نصب ہونے والے ای چالان سسٹم کا حالیہ معاملہ نہ صرف عوام کے لیے تشویش کا باعث ہے بلکہ حکومتی ٹیکنالوجی اور نگرانی کے نظام پر بھی سوالیہ نشان لگا رہا ہے۔ پبلک ٹرانسپورٹ میں چلنے والی ایک بس کا چالان عدالت میں چیلنج کیا گیا، جہاں بس کے مالک اور ایسوسی ایشن کے صدر فاروق احمد نے اپنے وکیل منصف جان ایڈووکیٹ کے ذریعے موقف اختیار کیا کہ بس میں حد رفتار میٹر120 کلومیٹر فی گھنٹہ ہے جبکہ شہر میں نصب کیمروں نے دوران ڈرائیونگ گاڑی کی رفتار160 کلومیٹر فی گھنٹہ ظاہر کی۔

یہ معاملہ بظاہر ٹریفک کی معمولی خلاف ورزی لگتا ہے، لیکن اس کے پیچھے کئی اہم پہلو ہیں جن پر غور کرنا ضروری ہے۔ سب سے پہلے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اربوں روپے کی سرمایہ کاری سے نصب شدہ ای چالان سسٹم کس حد تک درست اور قابل اعتماد ہے۔ اگر سسٹم میں ایسی خامیاں ہیں کہ یہ حقیقی رفتار کو غلط دکھا رہا ہے، تو اس کا استعمال نہ صرف عوامی اعتماد کو متاثر کرے گا بلکہ قانونی تنازعات کو بھی جنم دے گا۔

ای چالان سسٹم بنیادی طور پر جدید کیمرے اور ٹریکنگ ڈیوائسز پر مبنی ہوتا ہے جو گاڑیوں کی رفتار، نمبر پلیٹ اور دیگر ضروری معلومات ریکارڈ کرتے ہیں۔ تاہم، ہر ٹیکنالوجی کی طرح اس سسٹم میں بھی حدود اور خامیاں موجود ہوسکتی ہیں۔ بس کے مالک کی عدالت میں دعویٰ کہ بس کی حد رفتار 120 کلومیٹر فی گھنٹہ ہے، ایک فنی حقیقت کی بنیاد پر کیا گیا ہے، جو واضح کرتا ہے کہ کیمروں یا سسٹم میں کوئی خرابی ہوسکتی ہے جس کے باعث حقیقی رفتار سے زیادہ ظاہر کی گئی۔

یہ معاملہ صرف ایک بس تک محدود نہیں۔ اگر اربوں روپے کی لاگت سے نصب یہ سسٹم درستگی میں کمی رکھتا ہے تو اس کا اثر پورے شہر کی ٹریفک انتظامیہ اور عوام کے اعتماد پر پڑ سکتا ہے۔ عوامی سطح پر یہ خدشہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ غلط چالانوں کی زد میں آ سکتے ہیں اور یہ نظام صرف آمدنی کا ذریعہ بن کر رہ گیا ہے۔

عدالت میں چیلنج کیے جانے والے اس کیس نے شہری حقوق اور قانونی انصاف کے پہلو کو بھی اجاگر کیا ہے۔ فاروق احمد کے وکیل نے عدالت میں استدعا کی کہ حکام کی جانب سے نصب کیمروں اور گاڑیوں کی رفتار کو مانیٹر کرنے والے ٹریکنگ سسٹم کی غیر جانب دار ماہرین سے مکمل جانچ پڑتال کی جائے۔ یہ قانونی تقاضا نہ صرف بس مالک کے حق میں بلکہ عام شہریوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے بھی اہم ہے۔ شہریوں کا حق ہے کہ وہ اس نظام کی شفافیت اور درستگی کو یقینی بنانے کے لیے عدالت یا متعلقہ حکام سے رجوع کریں۔

عوامی اعتماد کسی بھی ٹیکنالوجی یا حکومتی پروگرام کے لیے بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ جب اربوں روپے کی لاگت سے نصب شدہ ای چالان سسٹم میں خامیاں سامنے آتی ہیں، تو یہ نہ صرف عوام کے اعتماد کو متاثر کرتا ہے بلکہ حکومتی مشینری کی ساکھ کو بھی نقصان پہنچاتا ہے۔ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ نہ صرف ٹیکنالوجی کی درستگی کو یقینی بنائے بلکہ شفاف طریقے سے شہریوں کو آگاہ کرے کہ یہ سسٹم کس حد تک قابل اعتماد ہے۔

یہ کیس ایک موقع فراہم کرتا ہے کہ شہر میں نصب ای چالان سسٹم کا مکمل اور شفاف جائزہ لیا جائے۔ غیر جانب دار ماہرین کی ٹیم سسٹم کی ٹیکنالوجی، کیمروں اور ٹریکنگ ڈیوائسز کی درستگی کی جانچ کرے، اور اگر کوئی خامی پائی جائے تو فوری اصلاحات کی جائیں۔ ساتھ ہی عوام کو اس سسٹم کی حدود اور درستگی کے بارے میں معلومات فراہم کی جائیں تاکہ شہری اپنے قانونی حقوق سے آگاہ رہیں اور کسی بھی غلط چالان کی صورت میں مناسب قانونی کارروائی کرسکیں۔

یہ معاملہ صرف ٹیکنالوجی یا قانونی پہلو تک محدود نہیں، بلکہ یہ عوامی شعور اور ٹریفک نظم کے لیے بھی اہم ہے۔ عوام کو یہ احساس دلایا جانا چاہیے کہ ٹریفک قوانین کی پابندی سب کے لیے ضروری ہے، لیکن ساتھ ہی یہ بھی یقینی بنانا لازمی ہے کہ جو جرمانے لگائے جا رہے ہیں وہ درست اور شفاف ہوں۔ شہری اپنی ذمہ داریوں کے ساتھ اپنے حقوق کے لیے بھی آواز اٹھا سکتے ہیں اور کسی بھی شکایتی معاملے میں عدالت یا متعلقہ حکام سے رجوع کر سکتے ہیں۔

آخر کار، شہر میں نصب اربوں روپے کے ای چالان سسٹم کا یہ معاملہ واضح کرتا ہے کہ ٹیکنالوجی کی ترقی کے ساتھ شفافیت، درستگی اور شہری حقوق کی حفاظت بھی لازمی ہے۔ عدالت میں چیلنج کیے جانے والے اس کیس نے یہ سوال اٹھایا ہے کہ کیا اربوں روپے کی لاگت سے نصب شدہ نظام حقیقی اور قابل اعتماد ہے یا اس میں خامیاں موجود ہیں جو شہریوں کے حقوق کو متاثر کر رہی ہیں۔

یہ وقت ہے کہ حکومتی حکام نہ صرف اس سسٹم کی تکنیکی جانچ کریں بلکہ عوام کو بھی اعتماد میں لیں تاکہ شہری یقین رکھ سکیں کہ ان کے خلاف کوئی غلط چالان نہیں جاری کیا جائے گا۔ شفافیت اور درستگی کے بغیر کوئی بھی ٹیکنالوجی صرف پیچیدہ اور متنازعہ مسائل پیدا کر سکتی ہے۔ عدالت کی مداخلت ایک مثبت اور ضروری قدم ہے جو شہریوں کے حقوق اور ٹریفک نظام کی شفافیت کو یقینی بنانے میں مددگار ثابت ہوسکتی ہے۔

آخر میں، اربوں روپے کی لاگت سے نصب یہ سسٹم عوامی خدمت کے لیے ہے، نہ کہ شک اور غلط چالان کے لیے۔ شہری، حکومت، اور عدالت سب کے لیے یہ ایک موقع ہے کہ وہ ٹیکنالوجی کو عوامی بھروسے کے قابل بنائیں تاکہ شہریوں کا اعتماد بحال ہو اور ٹریفک نظام موثر اور شفاف طریقے سے کام کر سکے۔

خصوصی رپورٹ

ملک میں سائبر حملوں کے بڑھتے خطرات

ڈیجیٹل دور نے دنیا کو بے شمار سہولیات فراہم کی ہیں، لیکن اس کے ساتھ ایسے خطرات بھی جنم لے چکے ہیں جو خاموشی سے ریاستی اداروں، کاروباری نظام اور معاشرتی ڈھانچے کو متاثر کر سکتے ہیں۔ پاکستان میں بھی سائبر سکیورٹی کا مسئلہ تیزی سے اہمیت اختیار کرتا جا رہا ہے۔ حالیہ اعداد و شمار اس حقیقت کی نشاندہی کرتے ہیں کہ ملک میں سائبر حملوں کے خطرات مسلسل بڑھ رہے ہیں اور سرکاری و نجی ادارے اس کے نشانے پر ہیں۔

رپورٹس کے مطابق رواں سال کے ابتدائی تین ماہ میں ہی ملک بھر میں 98 سائبر حملے رپورٹ ہوئے جن میں 21 وفاقی ادارے متاثر ہوئے۔ یہ صورتحال اس بات کا اشارہ ہے کہ سائبر خطرات اب محض انفرادی نوعیت کے نہیں رہے بلکہ ریاستی سطح کے ادارے بھی ان حملوں کا ہدف بن رہے ہیں۔ ٹیکنالوجی کے بڑھتے استعمال کے ساتھ جہاں نظام تیز اور مؤثر ہوا ہے، وہیں اس کے ساتھ سائبر مجرموں کے لیے مواقع بھی بڑھ گئے ہیں۔

اعداد و شمار کے مطابق تین ماہ کے دوران صوبائی حکومتوں کے خلاف 32 سائبر حملے ریکارڈ کیے گئے جبکہ وفاقی حکومت کے مختلف اداروں کے خلاف 21 حملے رپورٹ ہوئے۔ اس کے علاوہ کاروباری ادارے بھی سائبر خطرات سے محفوظ نہیں رہے اور ان کے خلاف 16 حملوں کے واقعات سامنے آئے۔ تعلیمی اداروں پر 13 سائبر حملے رپورٹ ہوئے جو اس بات کی علامت ہیں کہ تعلیمی نظام بھی ڈیجیٹل خطرات کی زد میں ہے۔

ٹیلی کمیونیکیشن سیکٹر میں 4 سائبر حملوں کی نشاندہی ہوئی جبکہ ہیلتھ، پاور اور میڈیا کے شعبوں میں 3،3 واقعات رپورٹ کیے گئے۔ یہ تمام شعبے کسی بھی ملک کی معیشت اور سماجی ڈھانچے کے بنیادی ستون ہوتے ہیں، اس لیے ان پر ہونے والے حملے صرف اداروں کو نہیں بلکہ پورے نظام کو متاثر کر سکتے ہیں۔

اسی طرح فشنگ مہمات کے 4 واقعات اور جعلی ویب سائٹس کے 9 کیسز بھی رپورٹ ہوئے۔ فشنگ حملوں کا مقصد عموماً صارفین سے حساس معلومات حاصل کرنا ہوتا ہے جیسے پاس ورڈز، بینکنگ ڈیٹا یا ذاتی معلومات۔ اس قسم کے حملے نہ صرف افراد بلکہ اداروں کے لیے بھی خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں۔

اعداد و شمار سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دفاع اور ایوی ایشن سے متعلق بھی ایک ایک واقعہ پیش آیا۔ اگرچہ ان کی تعداد کم ہے، لیکن ان شعبوں کی حساسیت کے پیش نظر یہ واقعات خاص توجہ کے متقاضی ہیں۔ دفاع اور ایوی ایشن جیسے شعبے قومی سلامتی سے براہ راست جڑے ہوتے ہیں، اس لیے ان کے خلاف سائبر حملے مستقبل میں بڑے خطرات کا سبب بن سکتے ہیں۔

رپورٹ کے مطابق سب سے زیادہ 42 کیسز ویب سائٹ ہیکنگ کے سامنے آئے۔ ویب سائٹس ہیک ہونے کی صورت میں نہ صرف ادارے کی ساکھ متاثر ہوتی ہے بلکہ حساس معلومات کے لیک ہونے کا خدشہ بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ڈیٹا لیک اور ڈی ڈاس حملوں کے 17،17 واقعات رپورٹ ہوئے۔ ڈی ڈاس حملوں کا مقصد عموماً کسی ویب سائٹ یا آن لائن سروس کو اس قدر ٹریفک کے ذریعے متاثر کرنا ہوتا ہے کہ وہ عام صارفین کے لیے دستیاب نہ رہے۔

تاہم مثبت پہلو یہ ہے کہ صرف دو سائبر حملوں میں ویب سائٹس مکمل طور پر بند ہوئیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بعض اداروں کے پاس بنیادی سائبر سکیورٹی نظام موجود ہے جو حملوں کو مکمل طور پر کامیاب ہونے سے روک دیتا ہے۔ اس کے باوجود خطرات کی نوعیت اور تعداد کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

گزشتہ برسوں کے اعداد و شمار بھی اس رجحان کی تصدیق کرتے ہیں کہ سائبر حملوں میں اضافہ ہو رہا ہے۔ سال 2024 میں سائبر سکیورٹی کے مجموعی طور پر 410 واقعات رپورٹ ہوئے تھے جبکہ 2025 میں یہ تعداد بڑھ کر 517 تک پہنچ گئی۔ اس واضح اضافے سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ سائبر سکیورٹی کے میدان میں چیلنجز تیزی سے بڑھ رہے ہیں۔

اسی طرح سال 2024 میں وفاقی حکومت کے خلاف 47 اور صوبائی حکومتوں کے خلاف 69 سائبر حملے رپورٹ ہوئے تھے، جبکہ سال 2025 میں وفاقی حکومت کے خلاف حملوں کی تعداد بڑھ کر 111 اور صوبائی حکومتوں کے خلاف 137 تک پہنچ گئی۔ یہ اضافہ اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ سائبر حملہ آور زیادہ منظم اور جدید طریقے اختیار کر رہے ہیں۔

ماہرین کے مطابق سائبر حملوں میں اضافے کی ایک بڑی وجہ ڈیجیٹل نظام کا تیزی سے پھیلاؤ ہے۔ سرکاری اداروں، بینکوں، تعلیمی اداروں اور کاروباری اداروں نے بڑی حد تک آن لائن سسٹمز اختیار کر لیے ہیں، لیکن ان میں سے کئی اداروں کے پاس مضبوط سائبر سکیورٹی انفراسٹرکچر موجود نہیں۔ یہی کمزوریاں ہیکرز کے لیے مواقع فراہم کرتی ہیں۔

دوسری جانب عالمی سطح پر بھی سائبر جنگ کا تصور اب حقیقت بن چکا ہے۔ کئی ممالک ایک دوسرے کے خلاف سائبر حملوں کو ایک حکمت عملی کے طور پر استعمال کر رہے ہیں۔ ایسے ماحول میں کسی بھی ملک کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی سائبر دفاعی صلاحیتوں کو مضبوط بنائے اور اداروں کو جدید حفاظتی نظام فراہم کرے۔

پاکستان میں بھی سائبر سکیورٹی کے حوالے سے اقدامات کیے جا رہے ہیں، لیکن ماہرین کا خیال ہے کہ اس شعبے میں مزید سرمایہ کاری اور تربیت کی ضرورت ہے۔ سرکاری اور نجی اداروں کو چاہیے کہ وہ اپنے ڈیجیٹل نظام کو محفوظ بنانے کے لیے جدید سکیورٹی پروٹوکول اپنائیں، باقاعدہ آڈٹ کرائیں اور ملازمین کو سائبر خطرات سے آگاہ کریں۔

عام شہری بھی اس حوالے سے اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ مضبوط پاس ورڈز کا استعمال، مشکوک لنکس سے اجتناب، اور ذاتی معلومات کو غیر محفوظ ویب سائٹس پر شیئر نہ کرنا بنیادی احتیاطی تدابیر ہیں جو سائبر جرائم سے بچاؤ میں مددگار ثابت ہو سکتی ہیں۔

موجودہ صورتحال یہ تقاضا کرتی ہے کہ سائبر سکیورٹی کو محض ایک تکنیکی مسئلہ نہ سمجھا جائے بلکہ اسے قومی سلامتی اور معاشی استحکام کا اہم حصہ قرار دیا جائے۔ اگر بروقت اور مؤثر اقدامات نہ کیے گئے تو مستقبل میں یہ خطرات مزید پیچیدہ اور نقصان دہ ثابت ہو سکتے ہیں۔

اس لیے ضروری ہے کہ پاکستان میں سائبر سکیورٹی کے شعبے کو ترجیح دی جائے، جدید ٹیکنالوجی اپنائی جائے اور ماہرین کی تربیت پر خصوصی توجہ دی جائے تاکہ ملک کے ڈیجیٹل نظام کو محفوظ اور مستحکم بنایا جا سکے۔

پاکستان میں مصنوعی ذہانت کی تعلیم کا نیا باب

گوگل کا اے آئی پروفیشنل سرٹیفکیٹ پروگرام

پاکستان واچ رپورٹ

ڈیجیٹل دور میں دنیا تیزی سے بدل رہی ہے اور ٹیکنالوجی کی رفتار نے انسانی زندگی کے تقریباً ہر شعبے کو متاثر کیا ہے۔ اس تبدیلی کے مرکز میں ایک ٹیکنالوجی سب سے نمایاں ہے اور وہ ہے مصنوعی ذہانت۔ عالمی سطح پر کمپنیاں، حکومتیں اور تعلیمی ادارے اس ٹیکنالوجی کے استعمال کو تیزی سے بڑھا رہے ہیں۔ ایسے میں پاکستان جیسے نوجوان آبادی والے ملک کے لیے یہ ایک بڑا موقع بھی ہے اور ایک چیلنج بھی۔ اسی تناظر میں ٹیکنالوجی کی معروف کمپنی Google نے پاکستان کے لیے ایک اہم قدم اٹھاتے ہوئے "گوگل اے آئی پروفیشنل سرٹیفکیٹ پروگرام" کے آغاز کا اعلان کیا ہے، جس کا مقصد ملک میں مصنوعی ذہانت کی مہارت رکھنے والے افراد کی تعداد میں اضافہ کرنا اور جدید ڈیجیٹل معیشت کے تقاضوں کو پورا کرنا ہے۔

یہ پروگرام دراصل انڈسٹری سے منظور شدہ ایک نیا سرٹیفکیٹ کورس ہے جو پیشہ ور افراد، طلبہ اور مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد کو مصنوعی ذہانت کی عملی مہارتیں سکھانے کے لیے تیار کیا گیا ہے۔ اس اقدام کو پاکستان میں ٹیکنالوجی کی تعلیم کے فروغ کے حوالے سے ایک اہم سنگِ میل قرار دیا جا رہا ہے کیونکہ دنیا بھر میں اے آئی ماہرین کی مانگ تیزی سے بڑھ رہی ہے۔

مصنوعی ذہانت اور بدلتی عالمی معیشت

گزشتہ چند برسوں میں مصنوعی ذہانت نے عالمی معیشت کی بنیادوں کو تبدیل کرنا شروع کر دیا ہے۔ کاروباری اداروں سے لے کر صحت، تعلیم، میڈیا، مالیاتی نظام اور صنعت تک تقریباً ہر شعبہ اے آئی کی مدد سے اپنے کام کو زیادہ موثر اور تیز بنا رہا ہے۔ اس تبدیلی کے نتیجے میں ایسے افراد کی ضرورت بڑھ رہی ہے جو نہ صرف اس ٹیکنالوجی کو سمجھتے ہوں بلکہ اسے عملی طور پر استعمال بھی کر سکتے ہوں۔

اسی بڑھتی ہوئی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے Google نے پاکستان کے لیے یہ سرٹیفکیٹ پروگرام متعارف کرایا ہے تاکہ یہاں کے نوجوان اور پیشہ ور افراد عالمی ڈیجیٹل معیشت میں مؤثر کردار ادا کر سکیں۔ کمپنی کے مطابق اس پروگرام کا بنیادی مقصد مصنوعی ذہانت کی مہارتوں میں موجود خلا کو کم کرنا اور لوگوں کو ایسی عملی تربیت فراہم کرنا ہے جو انہیں اپنے روزمرہ پیشہ ورانہ کاموں میں اے آئی استعمال کرنے کے قابل بنائے۔

مہارتوں کے فقدان کا عالمی مسئلہ

دنیا بھر میں مصنوعی ذہانت کی ٹیکنالوجی کے پھیلاؤ کے باوجود اس شعبے میں تربیت یافتہ افراد کی کمی ایک بڑا مسئلہ بن چکی ہے۔ ایک مشترکہ تحقیق، جو Ipsos اور Google نے انجام دی، اس مسئلے کی شدت کو واضح کرتی ہے۔ اس تحقیق کے مطابق تقریباً 70 فیصد مینیجرز کا کہنا ہے کہ کسی بھی ادارے کی کامیابی کے لیے اے آئی کی تربیت یافتہ افرادی قوت نہایت ضروری ہے، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ صرف 14 فیصد کارکنوں کو ہی باقاعدہ طور پر اے آئی کی تربیت فراہم کی گئی ہے۔

یہ اعداد و شمار ظاہر کرتے ہیں کہ عالمی سطح پر اداروں کو جدید ٹیکنالوجی کے ماہر افراد کی شدید ضرورت ہے۔ پاکستان جیسے ملک میں، جہاں نوجوانوں کی بڑی تعداد روزگار کے مواقع کی تلاش میں ہے، اس قسم کے تربیتی پروگرام نہ صرف مہارتوں کو بڑھا سکتے ہیں بلکہ بین الاقوامی سطح پر ملازمت کے نئے مواقع بھی پیدا کر سکتے ہیں۔

پروگرام کا ڈھانچہ اور کورسز

گوگل کے اس اے آئی پروفیشنل سرٹیفکیٹ پروگرام کو اس طرح تیار کیا گیا ہے کہ سیکھنے والے افراد کو نظریاتی معلومات کے ساتھ ساتھ عملی تجربہ بھی حاصل ہو۔ یہ پروگرام 6 جامع کورسز اور ایک ** حتمی اختتامی پروجیکٹ ** پر مشتمل ہے۔

ان کورسز میں مصنوعی ذہانت کے بنیادی اصولوں سے لے کر اس کے عملی استعمال تک مختلف موضوعات شامل کیے گئے ہیں۔ سیکھنے والوں کو یہ سمجھایا جاتا ہے کہ اے آئی کو مختلف شعبوں میں کس طرح استعمال کیا جا سکتا ہے، کس طرح ڈیٹا کے ساتھ کام کیا جاتا ہے اور کس طرح جدید اے آئی ٹولز کو روزمرہ کے پیشہ ورانہ کاموں میں شامل کیا جا سکتا ہے۔

پروگرام کی خاص بات یہ ہے کہ اسے مکمل طور پر ** پریکٹیکل لرننگ ** یعنی عملی مشق کے اصول پر تیار کیا گیا ہے۔ اس میں 20** سے زیادہ عملی سرگرمیاں ** شامل ہیں جن کے ذریعے سیکھنے والے افراد براہ راست اے آئی ٹولز کے ساتھ کام کرتے ہیں اور حقیقی دنیا کے مسائل کو حل کرنے کی مشق کرتے ہیں۔

گوگل اے آئی پرو تک مفت رسائی

اس پروگرام میں داخلہ لینے والے افراد کے لیے ایک اور بڑی سہولت یہ رکھی گئی ہے کہ انہیں تین ماہ کے لیے ** گوگل اے آئی پرو ** تک مفت رسائی فراہم کی جاتی ہے۔ اس رسائی کے ذریعے شرکا گوگل کے جدید ترین اے آئی ماڈلز کے ساتھ براہ راست کام کر سکتے ہیں۔

یہ ٹیکنالوجی صرف الگ سافٹ ویئر تک محدود نہیں بلکہ ان ٹولز میں بھی شامل کی جا سکتی ہے جو پہلے ہی دنیا بھر میں لاکھوں لوگ استعمال کر رہے ہیں۔ مثال کے طور پر سیکھنے والے افراد مصنوعی ذہانت کو Gmail، Docs Google اور SheetsGoogle جیسے معروف ٹولز کے ساتھ استعمال کرنے کی مشق کرتے ہیں۔ اس طرح انہیں یہ سکھایا جاتا ہے کہ کس طرح اے آئی کو اپنے روزمرہ دفتری کاموں میں شامل کیا جا سکتا ہے۔

مصروف پیشہ ور افراد کے لیے موزوں پروگرام

اس پروگرام کی ایک اہم خصوصیت یہ بھی ہے کہ اسے خاص طور پر مصروف پیشہ ور افراد کو مدنظر رکھتے ہوئے تیار کیا گیا ہے۔ بہت سے لوگ مکمل ڈگری پروگرام میں داخلہ لینے کے لیے وقت نہیں نکال پاتے، اس لیے اس کورس کو مختصر مگر مؤثر انداز میں ڈیزائن کیا گیا ہے۔

گوگل کے مطابق یہ پروگرام اپنی رفتار کے مطابق 10** گھنٹوں سے بھی کم وقت ** میں مکمل کیا جا سکتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی بھی شخص اپنے مصروف شیڈول کے باوجود چند گھنٹے نکال کر اس کورس کو مکمل کر سکتا ہے۔

ڈیجیٹل سرٹیفکیٹ اور کیریئر کے مواقع

پروگرام مکمل کرنے کے بعد شرکا کو ہر موڈیول کے ساتھ ایک "شیئر کرنے کے قابل ڈیجیٹل سرٹیفکیٹ" فراہم کیا جاتا ہے۔ یہ سرٹیفکیٹ پیشہ ور افراد کے لیے خاص اہمیت رکھتا ہے کیونکہ اسے وہ اپنی آن لائن پیشہ ورانہ پروفائلز میں شامل کر سکتے ہیں۔

خاص طور پر LinkedIn جیسے عالمی پلیٹ فارم پر اس سرٹیفکیٹ کو شامل کرنے سے پیشہ ور افراد اپنی مہارتوں کو ممکنہ آجرین کے سامنے پیش کر سکتے ہیں۔ اس طرح یہ پروگرام نہ صرف سیکھنے کا موقع فراہم کرتا ہے بلکہ کیریئر کے نئے دروازے بھی کھول سکتا ہے۔

پاکستان کے لیے ممکنہ اثرات

پاکستان میں ٹیکنالوجی کے شعبے میں تیزی سے ترقی ہو رہی ہے۔ آئی ٹی ایکسپورٹس میں اضافہ، اسٹارٹ اپ کلچر کا فروغ اور فری لانسنگ کے بڑھتے رجحان نے ملک کو ڈیجیٹل معیشت کی طرف لے جانا شروع کر دیا ہے۔ ایسے میں مصنوعی ذہانت کی تربیت نوجوانوں کے لیے بے شمار مواقع پیدا کر سکتی ہے۔

اگر پاکستانی نوجوان جدید اے آئی مہارتیں حاصل کر لیتے ہیں تو وہ نہ صرف مقامی کمپنیوں بلکہ بین الاقوامی اداروں کے لیے بھی خدمات انجام دے سکتے ہیں۔ اس طرح ملک میں روزگار کے نئے مواقع پیدا ہوں گے اور آئی ٹی کے شعبے میں ترقی کی رفتار مزید تیز ہو سکتی ہے۔

مستقبل کی ٹیکنالوجی کی تیاری

ماہرین کا کہنا ہے کہ آنے والے برسوں میں مصنوعی ذہانت صرف ایک اضافی مہارت نہیں رہے گی بلکہ یہ تقریباً ہر پیشے کا لازمی حصہ بن جائے گی۔ جس طرح کمپیوٹر اور انٹرنیٹ نے گزشتہ دو دہائیوں میں دنیا کو بدل دیا، اسی طرح اے آئی اگلی دہائی میں معاشی اور سماجی ڈھانچوں کو تبدیل کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔

پاکستان میں گوگل اے آئی پروفیشنل سرٹیفکیٹ پروگرام کا آغاز اس بات کی علامت ہے کہ عالمی ٹیکنالوجی کمپنیاں اب پاکستانی نوجوانوں کی صلاحیتوں کو تسلیم کر رہی ہیں اور انہیں عالمی ڈیجیٹل معیشت کا حصہ بنانے کے لیے مواقع فراہم کر رہی ہیں۔ یہ پروگرام نہ صرف افراد کو جدید مہارتیں سکھانے میں مدد دے گا

اگر نوجوان اس موقع سے فائدہ اٹھائیں اور مصنوعی ذہانت کی تعلیم حاصل کریں تو وہ نہ صرف اپنی پیشہ ورانہ زندگی کو بہتر بنا سکتے ہیں بلکہ پاکستان کو بھی ٹیکنالوجی کے میدان میں ایک مضبوط مقام دلانے میں کردار ادا کر سکتے ہیں۔ مستقبل کی معیشت ڈیجیٹل اور ذہین ٹیکنالوجی پر مبنی ہوگی اور جو معاشرے اس تبدیلی کو جلد اپنائیں گے وہی ترقی کی دوڑ میں آگے نکل سکیں گے۔

چینی ایرواسپیس کمپنی کی پاکستان میں کثیر سرمایہ کاری میں دلچسپی

پاکستان میں اقتصادی اور صنعتی ترقی کے نئے دور کی شروعات، چینی کمپنی کے اعلیٰ سطحی وفد کی وفاقی وزیر سرمایہ کاری قیصر شیخ سے ملاقات

پاکستان واچ رپورٹ

پاکستان میں اقتصادی ترقی اور صنعتی ترقی کے نئے دور کی شروعات ہو رہی ہے۔ حال ہی میں، چینی ایرواسپیس کمپنی ایرواسپیس ڈیولپمنٹ انڈسٹری انویسٹمنٹ گروپ نے پاکستان میں سرمایہ کاری کے لیے دلچسپی کا اظہار کیا ہے، جو کہ ملک کی صنعتی اور تکنیکی ترقی کے لیے ایک اہم سنگ میل ثابت ہوسکتا ہے۔ وفاقی وزیر برائے سرمایہ کاری قیصر احمد شیخ سے ملاقات میں اس کمپنی کے اعلیٰ سطحی وفد کی قیادت لو جہائی کر رہے تھے، جس میں سرمایہ کاری کے 5 سے 10 ارب ڈالر کے منصوبے زیرِ غور آئے۔

چینی وفد نے اس موقع پر نہ صرف سرمایہ کاری کے امکانات پر تبادلہ خیال کیا بلکہ پاکستان میں ہنر مند افرادی قوت کی ترقی، معدنیات، اور جدید ٹیکنالوجی کے شعبے میں سرمایہ کاری کے اہداف کو بھی اجاگر کیا۔ ان کی خواہش ہے کہ وہ پاکستان میں صنعتی شعبے میں طویل المدتی شراکت داری قائم کریں اور اقتصادی ترقی کے لیے اہم کردار ادا کریں۔

پاکستان میں سرمایہ کاری کی موجودہ صورتحال

پاکستان میں اقتصادی ترقی کے لیے غیر ملکی سرمایہ کاری انتہائی ضروری ہے۔ ملک نے حالیہ برسوں میں سرمایہ کاری کے مواقع بڑھانے اور سرمایہ کاروں کے لیے دوستانہ ماحول فراہم کرنے کے لیے کئی اقدامات کیے ہیں۔ سیکیورٹیز اینڈ ایکسچینج کمیشن آف پاکستان (SECP) کی رپورٹ کے مطابق، نئی کمپنیوں کی رجسٹریشن میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے اور سرمایہ کاری کے کل حجم میں بھی نمایاں اضافہ ہوا ہے۔

خصوصاً چین کے ساتھ پاکستان کی اقتصادی اور صنعتی شراکت داری کو حالیہ برسوں میں مزید فروغ ملا ہے۔ چینی سرمایہ کاری نہ صرف مالی وسائل فراہم کرتی ہے بلکہ ٹیکنالوجی کی منتقلی، ہنر مندی کی ترقی، اور صنعتی بنیادوں کو مضبوط کرنے میں بھی مددگار ثابت ہوتی ہے۔

چینی ایرواسپیس کمپنی کی سرمایہ کاری کی دلچسپی

چینی ایرواسپیس کمپنی نے پاکستان میں 5 سے 10 ارب ڈالر کی سرمایہ کاری کے امکانات پر غور کیا ہے۔ اس سرمایہ کاری کے بنیادی شعبے معدنیات اور جدید ٹیکنالوجی ہیں، جن کی مدد سے پاکستان کی صنعتی ترقی کو تیز رفتار دیا جا سکتا ہے۔ ایرواسپیس اور جدید ٹیکنالوجی کے شعبے میں سرمایہ کاری کے چند اہم فوائد درج ذیل ہیں:

ملازمت کے مواقع میں اضافہ: بڑے سرمایہ کاری منصوبے مقامی ہنر مندوں کو روزگار کے مواقع فراہم کریں گے، جس سے ملک میں اقتصادی سرگرمیوں کو فروغ ملے گا۔

تکنیکی مہارت کی منتقلی: چینی کمپنیاں جدید ٹیکنالوجی اور تربیتی پروگراموں کے ذریعے پاکستانی نوجوانوں کی ہنر مندی کو بڑھائیں گی، جس سے ملک میں ٹیکنالوجی کا معیار بلند ہوگا۔

صنعتی شعبے کی ترقی: معدنیات اور ایرواسپیس کے شعبے میں سرمایہ کاری پاکستان کی صنعتی بنیاد کو مضبوط کرے گی اور برآمدات میں اضافے کے مواقع پیدا کرے گی۔

طویل المدتی شراکت داری: یہ سرمایہ کاری محض مالی سرمایہ کاری نہیں بلکہ تکنیکی اور علمی شراکت داری کے مواقع بھی فراہم کرے گی، جو ملکی معیشت کے لیے دیرپا فوائد رکھتی ہے۔

ہنر مندی کی ترقی اور ٹیکنالوجی کے شعبے

چینی وفد نے پاکستان میں ہنر مندی کی ترقی کے پروگراموں پر کام کرنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ یہ اقدام خاص طور پر اہم ہے کیونکہ پاکستان میں نوجوانوں کی بڑی تعداد کو ہنر مند بنانے کی ضرورت ہے۔ ایرواسپیس اور ٹیکنالوجی کے شعبے میں تربیت سے نہ صرف نوجوانوں کو معیاری روزگار کے مواقع ملیں گے بلکہ ملک کی مجموعی صنعتی کارکردگی بھی بہتر ہوگی۔

وفاقی وزیر قیصر احمد شیخ نے اس موقع پر یقین دلایا کہ پاکستان میں سرمایہ کاروں کو ہر ممکن سہولت فراہم کی جائے گی۔ اس میں زمین کی فراہمی، مالیاتی مراعات، اور کاروباری ماحول کو آسان بنانے کے اقدامات شامل ہیں۔

معدنیات اور ایرو اسپیس میں سرمایہ کاری کے امکانات

پاکستان معدنیات سے بھرپور ملک ہے، اور یہاں کی معدنیات کی صنعت میں ترقی کے بڑے مواقع موجود ہیں۔ چینی کمپنی کی دلچسپی خاص طور پر معدنیات میں سرمایہ کاری پر مرکوز ہے، جو کہ صنعتی ترقی اور برآمدات میں اضافہ کرنے کا اہم ذریعہ ہوسکتی ہے۔

ایرواسپیس کے شعبے میں سرمایہ کاری پاکستان کی فضائی صنعت کو عالمی معیار تک پہنچانے میں مددگار ثابت ہوسکتی ہے۔ اس شعبے میں جدید ٹیکنالوجی، تحقیق اور ترقی (R&D) اور تربیت کے پروگرام شامل ہیں، جو ملکی صنعت کو جدید خطوط پر استوار کریں گے۔

سرمایہ کاری کے طویل المدتی فوائد

چینی کمپنی کی جانب سے سرمایہ کاری کے لیے دلچسپی ظاہر کرنا پاکستان کی معیشت کے لیے کئی طویل المدتی فوائد رکھتا ہے:

اقتصادی ترقی: 5 سے 10 ارب ڈالر کی سرمایہ کاری سے ملک کی GDP میں اضافہ ہوگا اور صنعتی شعبے مضبوط ہوں گے۔

ٹیکنالوجی کی منتقلی: جدید ٹیکنالوجی کی منتقلی سے پاکستانی صنعتیں جدید خطوط پر کام کریں گی، جو برآمدات اور مقامی پیداوار میں اضافہ کرے گی۔

ہنر مند افرادی قوت کی ترقی: تربیتی پروگراموں کے ذریعے نوجوانوں کو جدید ہنر سکھائے جائیں گے، جو ملک کے طویل المدتی اقتصادی استحکام کے لیے اہم ہیں۔

عالمی سطح پر ساکھ: غیر ملکی سرمایہ کاری سے پاکستان کی عالمی سطح پر ساکھ مضبوط ہوگی اور مزید سرمایہ کاری کے دروازے کھلیں گے۔

حکومت کی سہولت کاری اور سرمایہ کاروں کے لیے اقدامات

وفاقی وزیر برائے سرمایہ کاری نے یقین دلایا کہ حکومت ہر ممکن سہولت فراہم کرے گی۔ اس میں شامل اقدامات درج ذیل ہیں:

سرمایہ کاری کے عمل کو آسان بنانا اور قانونی رکاوٹیں کم کرنا۔

سرمایہ کاروں کو مالیاتی مراعات اور ٹیکس کی سہولت فراہم کرنا۔ صنعتی زونز اور خصوصی اقتصادی زونز میں زمین کی دستیابی۔

ہنر مندی کے ترقیاتی پروگراموں میں تعاون۔

یہ اقدامات نہ صرف چینی کمپنی کے لیے بلکہ دیگر غیر ملکی سرمایہ کاروں کے لیے بھی آسانیاں پیدا کریں گے اور پاکستان میں سرمایہ کاری کے ماحول کو مزید دوستانہ بنائیں گے۔

پاکستان اور چین کے درمیان اقتصادی تعلقات نہ صرف تاریخی اور مضبوط ہیں بلکہ مستقبل میں ان میں مزید گہرائی آسکتی ہے۔ چینی ایرواسپیس کمپنی کی پاکستان میں 5 سے 10 ارب ڈالر کی سرمایہ کاری کی دلچسپی اقتصادی ترقی، صنعتی مضبوطی، اور ہنر مندی کے فروغ کے لیے اہم ہے۔

یہ سرمایہ کاری پاکستان کی معدنیات، ایرواسپیس، اور جدید ٹیکنالوجی کے شعبے میں نئی راہیں کھول سکتی ہے اور ملک کو عالمی صنعتی منظرنامے میں ایک مضبوط مقام دلانے میں مددگار ثابت ہوگی۔ وفاقی حکومت کی سہولت کاری اور غیر ملکی سرمایہ کاروں کے لیے دوستانہ ماحول اس منصوبے کو کامیاب بنانے کے لیے بنیاد فراہم کرتا ہے۔

پاکستان کے لیے یہ سرمایہ کاری محض مالی فائدے تک محدود نہیں، بلکہ یہ ملک کی صنعتی، تکنیکی، اور علمی ترقی کے لیے طویل المدتی فوائد کا باعث بھی بنے گی۔ ایسے اقدامات سے نہ صرف ملکی معیشت مضبوط ہوگی بلکہ نوجوانوں کے لیے معیاری روزگار کے مواقع بھی فراہم ہوں گے، جو ملک کی مجموعی ترقی کے لیے لازمی ہیں۔

مجموعی طور پر، چینی سرمایہ کاری پاکستان کی ترقی کے لیے ایک نئی راہ ہموار کر رہی ہے، اور مستقبل قریب میں اس کے مثبت اثرات ملکی معیشت اور صنعتی شعبے میں واضح طور پر محسوس کیے جائیں گے۔

نوجوانوں کو ہنر مند بنانے کیلئے الخدمت کا 3 نئے اسکل ڈیولپمنٹ سینٹر بنانے کا اعلان

الخدمت نے شہر قائد میں 3 نئے اسکل ڈیولپمنٹ سینٹرز کے قیام کا اعلان کر دیا جبکہ دو نئے کورسز کا بھی آغاز کیا جائے گا، نئے سینٹر صدر، میٹروول سائٹ اور گلشن اقبال کے علاقوں میں قائم کیے جائیں گے، جبکہ لیپ ٹاپ ریپئرنگ اور سولر انورٹر ریپئرنگ کے نئے کورسز کروائے جائیں گے۔ گزشتہ روز الخدمت ہیڈ آفس میں دھوراجی اور پی آئی بی کیمپس سے موبائل ریپئرنگ، اے سی ریفریجریشن اور الیکٹریشن کے کورسز پاس کرنے والے طلبہ کے اعزاز میں افطار ڈنر اور تقریب تقسیم اسناد کا اہتمام کیا گیا، اس موقع پر ایگزیکٹو ڈائریکٹر الخدمت کراچی راشد قریشی و دیگر ذمہ داران موجود تھے۔ تقریب سے ڈائریکٹر اسکل ڈیولپمنٹ پروگرام یوسف محی الدین اور سینئر منیجر محمد طارق نے بھی خطاب کیا۔ تقریب سے خطاب کرتے ہوئے چیف ایگزیکٹو الخدمت کراچی نوید علی بیگ نے کہا کہ الخدمت نئی نسل کو ہنر مند بنا رہی ہے۔ بنو قابل آئی کورسز پروگرام میں شاندار کامیابی کے ساتھ ہم نوجوانوں کو مختلف ہنر سکھانے پر کام کر رہے ہیں، شہر میں اس وقت 4 اسکل ڈیولپمنٹ سینٹر قائم ہیں جہاں نوجوانوں کو موبائل ریپئرنگ، سولر پی وی ٹیکنیشن، اے سی ریفریجریشن اور الیکٹریشن، موبائل آٹومیشن سمیت دیگر کورسز کروائے جا رہے ہیں۔ لوگ اپنے بچوں کو آئی ٹی کے ساتھ ساتھ دیگر ہنر بھی سکھائیں۔ نوید علی بیگ نے کہا کہ اسکل ڈیولپمنٹ پروگرام سے اب تک ہزاروں بچے کورسز کر چکے ہیں، ہم اس پرگرام کو وسعت دینا چاہتے، ان شاءاللہ عید الفطر کے بعد کورسز بڑھائیں گے اور تین نئے سینٹرز بھی قائم کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ عید کے بعد صدر، سائٹ میٹروول اور گلشن اقبال میں سینٹر قائم کیے جائیں گے جس سے زیادہ سے زیادہ نوجوانوں کو ہنر سیکھنے کے مواقع دستیاب ہوں گے۔ نوید علی نے کہا کہ الخدمت کو سپورٹ کرنے والوں کا جذبہ قابل تعریف ہے۔ صاحب ثروت افراد اس من منصوبے میں الخدمت کا ساتھ دیں۔ ڈائریکٹر الخدمت اسکل ڈیولپمنٹ پروگرام یوسف محی الدین نے کہا کہ نوجوان الخدمت کے پروگرام سے ہنر سیکھ کر بہترین مستقبل کا انتخاب کر رہے ہیں، وہ نوجوان قابل مبارکباد ہیں جنہوں نے محنت اور لگن کے ساتھ کورسز کیے اور کامیابی حاصل کی، اہم ان نوجوانوں کی آئندہ کامیابیوں کیلئے بھی دعا گو ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے ان نوجوانوں کیلئے سندھ ٹیکنیکل بورڈ سے بھی الحاق کر لیا، کورسز میں کامیاب نوجوان سندھ ٹیکنیکل بورڈ سے بھی سند حاصل کر سکیں گے۔

حکومت سندھ کا گندم اسٹاک جاری کرنے کا فیصلہ، مارکیٹ مستحکم ہوگئی

حکومت سندھ کا گندم اسٹاک جاری کرنے کا فیصلہ، مارکیٹ میں استحکام آ گیا، حکومت سندھ نے صوبے میں گندم کی ممکنہ قلت اور آٹے کی قیمتوں میں اضافے کے خدشات کے پیش نظر اپنے گندم اسٹاک کے کل ذخائر 1,390,000 میٹرک ٹن میں سے 815,000 میٹرک ٹن جاری کرنے کا فیصلہ کیا ہے تاکہ مارکیٹ میں دستیابی بہتر ہو اور خوردہ سطح پر آٹے کی قیمتیں قابو میں رہیں۔ سرکاری ذرائع کے مطابق سندھ کے گوداموں میں مجموعی ذخائر 1,390,000 میٹرک ٹن ہیں جن میں سے حکومت نے فلور ملز، چکیوں اور تاجروں کو 815,000 میٹرک ٹن گندم فراہم کر دی ہے جبکہ تقریبا 575,000 میٹرک ٹن گندم نئے ربیع کی آمد تک موجود رہنے کا امکان ہے۔ زرعی و اقتصادی تجزیہ کاروں کے مطابق مارکیٹ میں ذخیرہ اندوزی اور غیر منظم اسٹاک کی وجہ سے پچھلے مہینوں میں قیمتوں پر دبا بڑھا، تاہم حکومت کے اس اقدام سے گندم کی دستیابی بہتر ہوئی اور ریٹ مستحکم رہنے کے امکانات بڑھ گئے ہیں۔ سندھ کے مختلف شہروں میں اوپن مارکیٹ میں فی 40 کلو گندم کی قیمت تقریبا Rs.4,400 سے Rs.4,650 تک ریکارڈ کی گئی ہے جبکہ دیگر ذرائع کے مطابق اوسط قیمت۔ 3,700 سے۔ 4,000فی 40 کلو کے درمیان ہے جو مجموعی طور پر مارکیٹ میں طلب و رسد کے توازن کی عکاسی کرتی ہے۔ زرعی نمائندوں اور کسان رہنماں نے حکومت کے اسٹاک جاری کرنے کے فیصلے کو خوش آئند قرار دیا ہے، تاہم ان کا موقف ہے کہ غیر منظم ذخائر اور ریٹ مارکیٹنگ سسٹم کے باعث بعض علاقوں میں قیمت میں اب بھی اتار چڑھا محسوس ہو رہا ہے۔ ماہرین اقتصادیات کا کہنا ہے کہ سرکاری گوداموں میں ذخیرہ اندوزی کا خاتمہ، بہتر رسد میکانزم اور وقتا فوقتا اسٹاک جاری کرنا مارکیٹ میں استحکام کے لیے ضروری ہے تاکہ صارفین کے اخراجات کم رہیں اور کسانوں کو منصفانہ ریٹ ملے۔ حکومت نے گوداموں کی نگرانی اور مارکیٹ ریٹ کنٹرول پر خصوصی توجہ دینے کا اعلان کیا ہے تاکہ گندم کی قلت کے خدشات ختم ہوں اور عوام تک معیاری گندم و آٹے کی بروقت فراہمی ممکن ہو۔

پاکستان میں پھل و سبزی کی سپلائی چین میں ٹیکنالوجی محدود

دنیا بھر میں روایتی منڈیوں کو بدل دینے والی ٹیکنالوجی پاکستان کی پھل اور سبزی کی سپلائی چین میں تاحال نمایاں تبدیلی نہ لا سکی۔ ماہرین کے مطابق ملک میں زرعی پیداوار کی تجارت اب بھی بڑی حد تک روایتی تھوک منڈیوں اور درمیانی افراد کے نظام کے گرد گھومتی ہے۔ صنعتی مبصرین کا کہنا ہے کہ شہری علاقوں میں ڈیجیٹل مارکیٹ پلیس اور کوئنگ کامرس سروسز کے تیزی سے پھیلاو کے باوجود فارم سے صارف تک رسائی کا نظام بنیادی طور پر وہی پرانا ہے، جس میں کمیشن ایجنٹس یعنی آڑھتی قیمتوں اور سپلائی پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ کاشتکار تنظیموں کے نمائندوں کے مطابق آن لائن پلیٹ فارمز ابھی تک پھل اور سبزی کی مجموعی تجارت کا بہت چھوٹا حصہ سنبھال رہے ہیں۔ صدر سندھ آبادگار بورڈ محمود نواز شاہ نے کہا کہ ڈیجیٹل پلیٹ فارمز مجموعی پیداوار کا صرف دو سے تین فیصد تک ہی سنبھال سکتے ہیں، جبکہ باقی تجارت روایتی نظام کے تحت ہی ہوتی ہے، مارکیٹ کی موجودہ ساخت بھی تبدیلی کی راہ میں رکاوٹ ہے، قانون کے تحت خرید و فروخت مخصوص سرکاری طور پر منظور شدہ منڈیوں، یعنی سبزی منڈیوں میں ہی کی جا سکتی ہے، جہاں مارکیٹ کمیٹیاں نظام کو کنٹرول کرتی ہیں، نظام میں آڑھتی مرکزی کردار رکھتے ہیں۔ پاکستان میں منڈیوں کا انفراسٹرکچر بھی آبادی کے مقابلے میں محدود ہے، کراچی جیسے بڑی آبادی والے شہر میں بنیادی طور پر صرف ایک بڑی تھوک سبزی و فروٹ منڈی موجود ہے، محدود انفراسٹرکچر سے تجارت چند ہاتھوں میں مرتکز ہو جاتی ہے۔ ٹیکنالوجی کمپنیوں کے مطابق ان کے پلیٹ فارمز طویل مدت میں متبادل نظام تیار کر رہے ہیں، ڈیجیٹل مارکیٹ پلیس اور کوئنگ کامرس کمپنیاں براہ راست خریداری، کولڈ چین لاجسٹکس اور ٹیکنالوجی کے ذریعے ضیاع کم کرنے اور معیار بہتر بنانے کا دعوی کرتی ہیں۔ فوڈ پانڈا پاکستان کے ڈائریکٹر سید طہ مغربی کے مطابق فارم سے صارف تک کے نظام کی پائیداری بڑی حد تک ضیاع کو کم کرنے پر منحصر ہے، سپلائی چین میں خراب ہونیوالی اشیا کم ہو جائیں تو اس سے کسانوں کو بہتر قیمت اور صارفین کو مناسب نرخ مل سکتے ہیں۔ ماہرین کے مطابق ڈیجیٹل پلیٹ فارمز کا حصہ ابھی بھی

گڈاپ میں کیریئر ٹرک میں آگ لگنے سے کروڑوں کی 74 نئی موٹر سائیکلیں جل گئیں

گڈاپ ٹاؤن میں کیریئر ٹرک میں آگ لگنے سے کروڑوں روپے مالیت کی 74 نئی موٹر سائیکلیں جل گئیں، جلنے کی فوٹیج بھی منظر عام پر آ گئی ہے۔ تفصیلات کے مطابق گڈاپ سٹی تھانے کے علاقے گڈاپ ٹاؤن اولڈ سجاد ہوٹل کے قریب کیریئر ٹرک میں آگ لگنے سے کروڑوں روپے مالیت کی 74 نئی موٹر سائیکلیں جل گئیں جس میں 71 جی ڈی 110 ایس اور 3 جی آر 150 موٹر سائیکلیں شامل تھیں۔ جن کی مجموعی مالیت ڈھائی کروڑ روپے سے زائد بتائی جاتی ہے۔ ایس ایچ او گڈاپ سٹی سرفراز جتوئی کے مطابق کریئر ٹرک میں آگ لگنے کا واقعہ دوپہر ایک بجکر 20 منٹ کے قریب پیش آیا، ٹرک کراچی سے ملتان جا رہا تھا۔ کمپنی کے عملے اور ڈرائیور نے فائر بریگیڈ کے ہمراہ کیریئر ٹرک میں لگی آگ بجھائی، آگ بجھانے کے دوران ڈرائیور معمولی زخمی ہوا۔ کریئر ٹرک میں آتشزدگی کے نتیجے میں کوئی جانی نقصان نہیں ہوا، آگ ممکنہ طور پر شارٹ سرکٹ کے باعث لگی تھی، متعلقہ کمپنی نے گڈاپ سٹی تھانے میں واقعے کی رپورٹ درج کرا دی ہے۔ دریں اثنا کیریئر ٹرک میں آگ لگنے کے واقعے کی ویڈیوز بھی سامنے آ گئیں، ویڈیو میں ٹرک کو آگ کی لپیٹ میں دیکھا جا سکتا ہے۔

صیہونیوں نے امریکی صدر ٹرمپ کو ایران سے جنگ کے لئے ٹریپ کیا، لیاقت بلوچ

نائب امیر جماعتِ اسلامی، سیکرٹری جنرل ملی یکجہتی کونسل لیاقت بلوچ نے کہا کہ صیہونیوں نے امریکی صدر ٹرمپ کو ایران سے جنگ کے لئے ٹریپ کرلیا، امریکہ کو ایران میں تیسری مرتبہ شکست کا سامنا ہے۔ امریکہ جارحیت، بلاجواز جنگ مسلط کردینے کے باوجود ایران کا نظام مضبوط اور مستحکم ہے۔ رہبر آیت اللہ خامنہ ای کی شہادت کے بعد نئے رہبر آیت اللہ مجتبیٰ خامنہ ای کا انتخاب ایرانی نظام حکومت کی بڑی کامیابی ہے۔ امریکہ اور اسرائیل کے خلاف ایران کی کامیابی مسلمانوں کی کامیابی اور جارحیت وظلم کی ناکامی ہوگی۔ ٹرمپ کا بورڈ آف پیس منصوبہ فراڈ تھا، سارا دھوکہ بے نقاب ہوگیا۔ مسلم ممالک نام نہاد بورڈ آف پیس سے الگ ہوجائیں اور مسلم دنیا کے مفادات کے تحفظ کے ئے خود عالمِ اسلام متحد ہوجائے۔ مشرق وسطی اور دنیا کے دیگر خطوں میں امریکی فوجی اڈے کسی اور نہیں مسلم ممالک کے خلاف بڑا خطرہ ہیں۔ لیاقت بلوچ نے کہا کہ دہشت گردی کے مراکز کے خلاف پاک فوج کی کارروائی سے پاکستان کو کامیابی ملی ہے، تاہم جنگ سے خطرات بڑھتے ہیں، سفارتی کوششیں اور مذاکرات ہی کشیدگی کو کم کرنے کا حل ہے۔ اگر افغان طالبان قیادت مذاکرات اور تعلقات کو بحال کرنا چاہتے ہیں تو پاکستان چین، ترکی، قطر کی ثالثی کے چینل کو بحال کرکے پاک افغان تعلقات بحال کئے جائیں۔ خطہ میں استعماری قوتوں کے بڑھتے خطرات کے سدِباب کے لئے پاکستان، ایران اور افغانستان کے مضبوط تعلقات ناگزیر ہیں۔ لیاقت بلوچ نے کہا کہ عالمی منڈی میں تیل کی قیمتیں کم ہونے پر وزیراعظم شہباز شریف قیمتوں میں حالیہ اضافہ فوری طور پر واپس لیں، حکومت نے تیل کے کاروبار میں عوام کا خون نچوڑ لیا ہے۔ کم قیمت پر خریدا گیا تیل ناجائز منافع خوری کے لئے مہنگے داموں بیچنا ریاستی ظلم کی بدترین مثال ہے۔ آئی ایم ایف کی شرمناک شرائط پوری کرنے کے لئے حکومت عوام کا خون چوسنا بند کرے۔ اشیائے ضرورت اور اشیائے خورونوش کی پیداواری لاگت میں مسلسل اضافہ نے زراعت، صنعت، تجارت کو تباہ اور روزمرہ گھریلو اخراجات کو چلانا جان لیوا مشقت بنادیا گیا ہے۔ پنجاب حکومت کے دعوے نمائشی ہیں، پنجاب کے عوام بااختیار بلدیاتی نظام سے محروم، کسان وزراعت حکومتی غلط پالیسی کی وجہ سے تباہی سے دوچار ہیں۔ سرکاری سکولوں کو اونے پونے داموں بیچا جارہا ہے۔ بے روزگار نوجوانوں کی تعداد میں خطرناک حد تک اضافہ اور منشیات کی لت میں مبتلا ہونے کا رجحان بڑھتا جارہا ہے۔

مسلم لیگ (ن) کے مرکزی رہنما و رکن قومی اسمبلی ملک افضل کھوکھر نے کہا ہے کہ موجودہ معاشی حالات کے پیش نظر حکومت کی جانب سے کفایت شعاری پالیسی اختیار کرنا ناگزیر تھا، ملک کو درپیش معاشی چیلنجز سے نمٹنے کے لیے قومی وسائل کے محتاط استعمال اور غیر ضروری اخراجات میں کمی لانا وقت کی اہم ضرورت ہے۔ انہوں نے اپنے بیان میں کہا کہ حکومت معیشت کو مستحکم بنانے اور عوام کو ریلیف فراہم کرنے کے لیے سنجیدہ اقدامات کررہی ہے۔ کفایت شعاری پالیسی کا مقصد سرکاری اخراجات کو کم کرنا اور قومی خزانے پر بوجھ کم کرنا ہے تاکہ معیشت کو درست سمت میں لایا جاسکے۔ ملک افضل کھوکھر نے کہا کہ موجودہ حکومت ملک کو درپیش معاشی مسائل کے

موجودہ حالات میں کفایت شعاری پالیسی ناگزیر تھی، ملک افضل کھوکھر

حل کے لیے عملی اقدامات کررہی ہے اور امید ہے کہ جلد ہی معیشت میں بہتری کے مثبت اثرات سامنے آئیں گے۔ حکومت کی پالیسیوں کا مقصد عوام کو سہولیات فراہم کرنا اور ملک کو معاشی استحکام کی طرف لے جانا ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ مشکل معاشی حالات میں تمام طبقات کو قومی مفاد کو مدنظر رکھتے ہوئے حکومت کے اقدامات کا ساتھ دینا چاہیے۔ مشترکہ کوششوں سے ہی ملک کو معاشی استحکام کی راہ پر گامزن کیا جاسکتا ہے۔ مسلم لیگ (ن) کے رہنما نے اس عزم کا اظہار کیا کہ حکومت عوام کی فلاح و بہبود، ترقیاتی منصوبوں کی تکمیل اور ملک میں معاشی استحکام کے لیے اپنی کوششیں جاری رکھے گی۔

لاہور ہائیکورٹ نے مغوی کی بازیابی کے لیے پولیس کو 9 اپریل تک مہلت دیدی

لاہور ہائیکورٹ نے مغوی کی بازیابی کے لیے پولیس کو 9 اپریل تک مہلت دے دی، عدالت نے آئی جی پنجاب کی رپورٹ کو تسلی بخش قرار دیتے ہوئے کہا کہ آئی جی پنجاب ایک اچھے افسر ہیں اور عدالت ان کی رپورٹ سے مطمئن ہے۔ ہائیکورٹ کے جسٹس فاروق حیدر نے شہری عثمان علی کی درخواست پر سماعت کی۔ درخواست گزار نے اپنے بھائی علی حسن کی بازیابی کے لیے عدالت سے رجوع کر رکھا ہے، سماعت کے دوران آئی جی پنجاب عبدالکریم، آر پی او گوجرانوالہ خرم شہزاد اور ڈی آئی جی لیگل ملک اویس احمد بھی عدالت میں پیش ہوئے۔ اس موقع پر ایڈیشنل ایڈووکیٹ جنرل مدثر نوید چٹھہ نے آئی جی پنجاب کی جانب سے عدالت میں رپورٹ پیش کی۔ جسٹس فاروق حیدر نے استفسار کیا کہ آئی جی پنجاب کی رپورٹ کے پیرا نمبر 36 میں کیا درج ہے۔ اس پر ایڈیشنل ایڈووکیٹ جنرل نے عدالت کو بتایا کہ ہوٹل آئی کے نام سے ایک ایپ موجود ہے جو ہوٹلوں میں قیام پذیر افراد کا ریکارڈ مرتب کرتی ہے۔ آر پی او گوجرانوالہ نے عدالت کو آگاہ کیا کہ یہ ایپ آن لائن نظام کے تحت فوری معلومات فراہم کرتی ہے۔ آر پی او گوجرانوالہ خرم شہزاد نے عدالت کو بتایا کہ اس کیس میں عبداللہ اور عاصم نامی دو ملزمان اشتہاری ہیں۔ جس پر عدالت نے استفسار کیا کہ آیا یہ افراد چوری یا ڈکیتی جیسے جرائم میں بھی ملوث تو نہیں۔ آئی جی پنجاب نے عدالت کو بتایا کہ ملزم عبداللہ اشتہاری ہے اور اس وقت متحدہ عرب امارات میں موجود ہے جس کے خلاف ریڈ وارنٹ جاری کیے جاچکے ہیں۔ جسٹس فاروق حیدر نے ریمارکس دیئے کہ پولیس کی تفتیش اب درست سمت میں جاتی دکھائی دے رہی ہے۔ عدالت نے استفسار کیا کہ کیا مقدمے کی تفتیش تبدیل کردی گئی ہے، جس پر آر پی او گوجرانوالہ نے بتایا کہ مقدمے کی تفتیش تبدیل کردی گئی ہے اور اب یہ سینئر افسران پر مشتمل ٹیم کررہی ہے۔ عدالت نے مزید استفسار کیا کہ ایسا کوئی طریقہ موجود ہے جس سے اگر کسی شخص کی ہلاکت ہوجائے تو اس کا پتہ چلایا جاسکے۔ اس پر آر پی او گوجرانوالہ نے بتایا کہ ڈی این اے کی مدد سے کسی کی ہلاکت کا سراغ لگایا جاسکتا ہے۔ پولیس حکام کے مطابق درخواست گزار کو ڈی این اے دینے کے لیے کہا گیا تھا تاہم انہوں نے عدالت کے حکم پر ڈی این اے دینے کا کہا ہے، عدالت نے درخواست گزار کے وکیل سے مکالمہ کرتے ہوئے کہا کہ آپ ڈی این اے کیوں نہیں دے رہے، اس کیس میں آپ کو پولیس کے ساتھ تعاون کرنا چاہیے۔

مریم نواز کا سوہنا پنجاب، محکمہ بلدیات نے 51 شہروں میں سکیموں کا آغاز کردیا

''مریم نواز کا سوہنا پنجاب پروگرام'' کے تحت محکمہ بلدیات نے 51 شہروں میں ترقیاتی سکیموں کا آغاز کردیا ہے۔ پنجاب ڈویلپمنٹ پروگرام (پی ڈی پی) کے تحت پہلے مرحلے کے تمام شہروں کیلئے ورک ایوارڈ کیا جاچکا ہے۔ اس پیشرفت کی تفصیل وزیر بلدیات ذیشان رفیق کی زیرِ صدارت ایک اجلاس کے دوران سامنے آئی۔ پراجیکٹ ڈائریکٹر احمر سہیل کیفی نے بریفنگ دی۔ اجلاس میں سیکرٹری لوکل گورنمنٹ شکیل احمد میاں، سپیشل سیکرٹری آسیہ گل، پنجاب میونسپل ڈویلپمنٹ فنڈ کمپنی (پی ایم ڈی ایف سی)، عیسپاک کے ماہرین بھی موجود تھے جبکہ متعلقہ شہروں کے میونسپل آفیسرز (انفراسٹرکچر) نے بذریعہ ویڈیو لنک شرکت کی۔ وزیر بلدیات ذیشان رفیق نے کہا کہ محکمہ بلدیات کو پی ڈی پی کے 52 شہروں کی ذمہ داری سونپی گئی تھی۔ ایک شہر کھاریاں کی فزیبلٹی محکمہ آبپاشی کے سپرد کردی گئی ہے جبکہ دیگر 51 شہروں میں ترقیاتی کام شروع کردیے گئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ 324 روڈ سائیڈ اور 34 انڈر گراؤنڈ سٹوریج ٹینکس کی تعمیر وزیراعلیٰ کا فوکس ہے۔ ان ٹینکوں کی تعمیر سے اربن فلڈنگ پر کنٹرول کے ساتھ ساتھ استعمال کیلئے پانی کا وافر ذخیرہ بھی ممکن ہوگا۔ ذیشان رفیق نے کہا کہ روڈ سائیڈ ٹینکس سے 62 جبکہ دیگر ٹینکس میں 32 ملین گیلن پانی ذخیرہ کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ یہ ٹینک خاص تکنیک اور ڈیزائن کے ساتھ تعمیر کئے جارہے ہیں جن سے برساتی پانی کے نکاس کے علاوہ زیرِ زمین آبی ذخائر کو ری چارج کیا جاسکے گا۔ وزیر بلدیات نے کہا کہ وزیراعلیٰ مریم نواز شریف نے پی ڈی پی کی سکیموں میں صرف لائننگ پائپوں کے استعمال کا حکم دیا ہے۔ لائننگ والے پائپ کی ٹیکنالوجی پہلی بار پاکستان منتقل کی گئی ہے۔ مقررہ مقامات پر لائننگ پائپس کے پلانٹس کی تنصیب کا عمل آگے بڑھ رہا ہے۔ انہوں نے زور دیا کہ مون سون سے قبل ٹینکوں کا کام مکمل کرنے کی پوری کوشش کریں۔ پی ڈی پی کے تحت برساتی پانی کی نکاسی کیلئے 181 کلومیٹر لمبی ڈرینز بن رہی ہیں۔ سیور کی مجموعی لمبائی 3500 جبکہ سڑکوں گلیوں کی طوالت 2600 کلومیٹر ہے۔ ذیشان رفیق نے کہا کہ پی ڈی پی کے تحت پہلی بار شہروں کی جامع ماسٹر پلاننگ کی گئی ہے تاہم انہوں نے ہدایت کی کہ جہاں ضرورت ہو وہاں ستھرا پنجاب کا ڈیٹا بھی استعمال کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ وزیراعلیٰ کی ہدایت پر سائٹس پر موثر سیفٹی اقدامات کئے گئے ہیں۔ متعلقہ ڈپٹی اور اسسٹنٹ کمشنرز سیفٹی آڈٹ کی رپورٹ باقاعدگی سے بھجوائیں۔

کفایت شعاری پیکیج کا اعلان، مہم کا آغاز چیف منسٹر سیکرٹریٹ سے کر دیا گیا، 8 سو کے لگ بھگ غیر ضروری آسامیاں تحلیل

وزیراعلیٰ بلوچستان میر سرفراز بگٹی کی زیر صدارت کفایت شعاری سے متعلق صوبائی کابینہ کا ایک خصوصی اجلاس بدھ کے روز یہاں منعقد ہوا جس میں موجودہ عالمی اور علاقائی صورتحال کے تناظر میں سرکاری اخراجات میں کمی اور ایندھن کی بچت کے لیے اہم فیصلے کیے گئے اجلاس میں طے پایا کہ حکومت بلوچستان فوری طور پر اضافی کفایت شعاری مہم پر عمل درآمد کو یقینی بنائے گی تاکہ مالی وسائل کا موثر استعمال کیا جا سکے اجلاس کو بتایا گیا کہ سرکاری اخراجات میں کمی اور ایندھن کی بچت کے لیے حکومت کی جانب سے اضافی کفایت شعاری مہم کے تحت متعدد عملی اقدامات کیے جا رہے ہیں کابینہ اجلاس میں تنخواہوں میں رضاکارانہ کٹوتی کے حوالے سے فیصلہ کیا گیا کہ تمام صوبائی وزراء، مشیران اور پارلیمانی سیکرٹریز دو ماہ کی تنخواہ نہیں لیں گے، جبکہ صوبائی اسمبلی کے تمام اراکین کی تنخواہوں میں 25 فیصد رضاکارانہ کٹوتی کی جائے گی اسی طرح گریڈ 20 اور اس سے اوپر کے وہ سرکاری افسران جن کی تنخواہ تین لاکھ روپے سے زائد ہے وہ بھی رضاکارانہ طور پر دو دن کی تنخواہ حکومت کو دیں گے تاہم صحت اور تعلیم کے شعبوں میں خدمات انجام دینے والے سرکاری ملازمین کو اس کٹوتی سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے کابینہ نے سرکاری اجلاسوں اور تقریبات کے حوالے سے بھی نئے اصول متعارف کرانے کا فیصلہ کیا اجلاس میں طے کیا گیا کہ آئندہ تمام سرکاری اجلاس زیادہ تر ویڈیو لنک یا آن لائن طریقہ کار کے ذریعے منعقد کیے جائیں گے تاکہ غیر ضروری سفر اور اخراجات سے بچا جا سکے۔ اس کے ساتھ ساتھ غیر ملکی وفود کے علاوہ کسی قسم کے سرکاری عشائیے کی اجازت نہیں ہوگی سیمینارز اور تربیتی پروگرامز کے انعقاد کے لیے متعلقہ محکموں سے پیشگی اجازت لینا لازمی ہوگا اور انہیں صرف سرکاری عمارتوں یا آڈیٹوریمز میں منعقد کیا جا سکے گا اجلاس میں سرکاری دفاتر کے اوقات اور طریقہ کار میں تبدیلی کا بھی فیصلہ کیا گیا کابینہ کے مطابق صوبے میں سرکاری دفاتر ہفتے میں چار دن کام کریں گے، تاہم بینکنگ اور دیگر ضروری خدمات فراہم کرنے والے ادارے اس سے مستثنیٰ ہوں گے سرکاری دفاتر میں پچاس فیصد عملہ باری باری گھر سے کام (ورک فرام ہوم) کرے گا حکومت نے نجی شعبے کو بھی مشورہ دیا ہے کہ وہ اپنے نصف عملے سے گھر سے کام کروانے اور چار روزہ دفتری ہفتہ اپنانے پر غور کرے کابینہ نے تعلیمی اداروں کے حوالے سے بھی اہم فیصلہ کرتے ہوئے صوبے کے تمام اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں 23 مارچ 2026 تک بہار کی تعطیلات (Spring Holidays) کا اعلان کر دیا تاہم واضح کیا گیا کہ امتحانات اپنے پہلے سے طے شدہ شیڈول کے مطابق ہی منعقد ہوں گے اور ان پر تعطیلات کا اطلاق نہیں ہوگا اجلاس میں سماجی تقریبات اور عوامی سرگرمیوں کے حوالے سے بھی چند رہنما اصول طے کیے گئے جس کے تحت شادی بیاہ کی تقریبات میں مہمانوں کی تعداد زیادہ سے زیادہ 200 افراد تک محدود رکھنے اور صرف ایک ڈش پیش کرنے کی اجازت ہوگی۔ اسی طرح ہائی ویز پر گاڑیوں کی رفتار 65 سے 80 کلومیٹر فی گھنٹہ کے درمیان رکھنے کی ہدایت کی گئی ہے تاکہ ایندھن کی کھپت کو کم سے کم رکھا جا سکے وزیراعلیٰ بلوچستان میر سرفراز بگٹی نے کابینہ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے بتایا کہ کفایت شعاری مہم کا آغاز چیف منسٹر سیکرٹریٹ سے کر دیا گیا ہے جہاں تقریباً آٹھ سو کے قریب اسامیاں ختم کر دی گئی ہیں تاکہ سرکاری اخراجات میں نمایاں کمی لائی جا سکے۔

بلوچستان میں آسان اقساط پر الیکٹرک بائیکس اسکیم کا آغاز

وزیراعلیٰ بلوچستان میر سرفراز بگٹی نے صوبے میں جدید، سستی اور ماحول دوست ٹرانسپورٹ کے فروغ کی جانب ایک اہم پیش رفت کرتے ہوئے الیکٹرک بائیکس اسکیم کا باضابطہ افتتاح کر دیا اس اقدام کا مقصد طلبہ وطالبات، ورکنگ وومن اور عام شہریوں کو بہتر اور کم خرچ سفری سہولیات فراہم کرنا ہے تاکہ روزمرہ آمد و رفت کو آسان اور موثر بنایا جا سکے افتتاحی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے وزیراعلیٰ بلوچستان میر سرفراز بگٹی نے کہا کہ حکومت بلوچستان عوام کو جدید سفری سہولیات فراہم کرنے کے لیے سنجیدہ اقدامات کر رہی ہے اور الیکٹرک بائیکس اسکیم اسی سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے انہوں نے کہا کہ اس اسکیم کے تحت طلبہ وطالبات، ورکنگ وومن اور عام عوام کو آسان اقساط پر الیکٹرک بائکس فراہم کی جائیں گی تاکہ انہیں اپنی تعلیمی، پیشہ ورانہ اور روزمرہ سرگرمیوں کے لیے بہتر ٹرانسپورٹ میسر آ سکے وزیراعلیٰ نے واضح کیا کہ حکومت اس اسکیم کے تحت الیکٹرک بائکس کی فراہمی میں مکمل شفافیت اور میرٹ کو ہر صورت یقینی بنائے گی انہوں نے کہا کہ درخواست دہندگان کا انتخاب قرعہ اندازی کے شفاف طریقہ کار کے ذریعے کیا جائے گا اور صوبے کے کسی بھی ضلع سے شہری آن لائن درخواست دے سکیں گے تاکہ زیادہ سے زیادہ مستحق افراد اس سہولت سے فائدہ اٹھا سکیں میر سرفراز بگٹی نے بتایا کہ مذکورہ الیکٹرک بائکس کی رینج 70 سے 100 کلومیٹر تک ہوگی جو طلبہ، ملازمت پیشہ افراد اور دیگر شہریوں کے لیے انتہائی مفید ثابت ہوگی انہوں نے کہا کہ اس اسکیم کے ذریعے نہ صرف شہریوں کو سستی اور قابل اعتماد سفری سہولت فراہم کی جائے گی بلکہ ایندھن کی بچت اور ماحول کے تحفظ میں بھی مدد ملے گی وزیراعلیٰ بلوچستان نے کہا کہ حکومت ورکنگ کلاس کو سہولت فراہم کرنے کے لیے آئندہ مرحلے میں الیکٹرک لوڈرز کے منصوبے پر بھی غور کر رہی ہے اور اس حوالے سے عملی پیش رفت جاری ہے تاکہ چھوٹے کاروبار اور روزگار سے وابستہ افراد کو بھی جدید اور کم لاگت ٹرانسپورٹ میسر آ سکے۔

جامع منصوبہ بندی شروع، کفایت شعاری پالیسی کے تحت جی ڈی اے کو رواں سال ڈیڑھ کروڑ روپے کی بچت

جی ڈی اے کا عالمی معاشی صورتحال کے پیش نظر کفایت شعاری پر سختی سے عملدرآمد کی ہدایت، آمدن میں اضافے کے لیے جامع منصوبہ بندی شروع، کفایت شعاری پالیسی کے تحت جی ڈی اے کو رواں سال ڈیڑھ کروڑ روپے کی بچت، جی ڈی اے کی تین سالہ آمدن کا جائزہ، مالی وسائل میں اضافے کے امکانات زیر غور، جی ڈی اے کو مالی طور پر خود کفیل بنانے کی منصوبہ بندی، اجلاس میں اہم فیصلے۔ تفصیلات کے مطابق ڈائریکٹر جنرل گوادر ڈیولپمنٹ اتھارٹی معین الرحمٰن خان کی سربراہی میں ادارے میں ذرائع آمدن (Revenue Generation) میں اضافے، مالی وسائل کے بہتر استعمال اور کفایت شعاری پالیسی پر عملدرآمد کے حوالے سے ایک اہم اجلاس منعقد ہوا۔ اجلاس میں ادارے کے مختلف شعبہ جات کے سربراہان اور متعلقہ افسران نے شرکت کی۔ اجلاس میں چیف انجینئر جی ڈی اے حاجی سید محمد، ڈائریکٹر ٹاؤن پلاننگ شاہد علی، ڈائریکٹر فنانس ذاکر مجید، ڈائریکٹر ایڈمن چنگیز خان، کنٹرولر بلڈنگز نذر احمد، ڈائریکٹر انوائرمنٹ رسول بخش بلوچ، ڈائریکٹر لینڈ مینجمنٹ شے منصور احمد، ڈپٹی ڈائریکٹر فنانس شکور احمد سمیت دیگر افسران موجود تھے۔ اجلاس کے دوران جی ڈی اے کی گزشتہ تین برسوں کے دوران حاصل ہونے والی آمدن اور مختلف شعبہ جات کے مالی وسائل کا تفصیلی جائزہ لیا گیا جبکہ ادارے کے ذرائع آمدن میں اضافے کے لیے نئے امکانات اور قابل عمل حکمت عملیوں پر بھی غور کیا گیا۔ ڈائریکٹر فنانس ذاکر مجید نے اجلاس کو بریفنگ دیتے ہوئے بتایا کہ ٹاؤن پلاننگ، بلڈنگ کنٹرول، لینڈ مینجمنٹ، انوائرمنٹ اور واٹر سیکشن سمیت مختلف شعبوں سے حاصل ہونے والی آمدن کا تفصیلی تجزیہ کیا گیا ہے اور آئندہ مالی وسائل میں اضافے کے لیے متعدد امکانات زیر غور ہیں۔ اس موقع پر ڈائریکٹر جنرل جی ڈی اے معین الرحمٰن خان نے تمام شعبہ جات کے سربراہان کو ہدایت کی کہ وہ ادارے کے موجودہ ذرائع آمدن کا ازسرنو جامع جائزہ لے کر ایسے موثر اور قابل عمل اقدامات تجویز کریں جن کے ذریعے جی ڈی اے کے مالی وسائل میں مزید اضافہ کیا جا سکے۔ انہوں نے کہا کہ آئندہ اجلاس میں اس حوالے سے ٹھوس اور قابل عمل تجاویز پر مشتمل رپورٹ پیش کی جائے۔ اجلاس کو بتایا گیا کہ رواں مالی سال کے دوران ڈائریکٹر جنرل کی ہدایات اور کفایت شعاری پالیسی پر عملدرآمد کے نتیجے میں جی ڈی اے نے غیر ضروری اخراجات میں نمایاں کمی کرتے ہوئے تقریباً ڈیڑھ کروڑ روپے کی بچت کی ہے، جو مختلف مدات میں اخراجات کو محدود کر کے ممکن بنائی گئی۔

حنا، ہاشیمہ الٰہی، زینب، آسیہ، شائستہ علی بخش، قسیمہ اور مغل نے اپنے مشترکہ بیان میں ناظم اعلیٰ خواندگی و غیر رسمی تعلیم، محکمہ سماجی بہبود بلوچستان کی جانب سے ضلع کیچ میں کی گئی بھرتیوں پر سخت اعتراضات اٹھائے

رورل کمیونٹی سینٹر (RCC) کے تحت حالیہ بھرتیوں پر شدید تحفظات سامنے آگئے

ہیں۔ مشترکہ بیان میں کہا گیا کہ بھرتیوں کے عمل سے متاثرہ امیدواروں کا الزام ہے کہ محکمہ کی جانب سے جاری کردہ حتمی فہرست میں ایسے افراد کو شامل کیا گیا ہے جنہوں نے نہ تو کسی تحریری ٹیسٹ میں حصہ لیا اور نہ ہی کسی انٹرویو کا سامنا کیا۔ متاثرین کے مطابق بھرتیوں کے دوران نہ کوئی باقاعدہ ٹیسٹ منعقد کیا گیا اور نہ ہی انٹرویوز کے وقت کسی مجاز کمیٹی ممبر کی موجودگی کو یقینی بنایا گیا، جو کہ واضح طور پر قواعد وضوابط کی خلاف ورزی ہے۔ بیان میں کہا گیا کہ متعدد امیدواروں نے بھرتی کے تمام مراحل مکمل کیے، اس کے باوجود جاری کردہ فہرست میں ضلع کیچ کے کسی بھی امیدوار کا نام شامل نہیں کیا گیا، جو مقامی نوجوانوں کے ساتھ کھلی ناانصافی کے مترادف ہے۔ متاثرین نے مزید انکشاف کیا کہ حتمی فہرست میں کوئٹہ اور دیگر اضلاع سے تعلق رکھنے والے افراد کو شامل کیا گیا ہے، جو ضلع کیچ کے لیے مختص کوٹے کی صریح خلاف ورزی ہے۔ ان کے مطابق اس پورے عمل میں میرٹ اور شفافیت کو مکمل طور پر نظرانداز کیا گیا، جس سے مقامی اہل امیدواروں میں شدید بے چینی پائی جاتی ہے۔

وزیر اعلیٰ خیبر پختونخوا کی زیر صدارت محکمہ ریلیف، بحالی و سیٹلمنٹ کا اہم اجلاس

عالمی سطح پر ایندھن کے ممکنہ بحران کے پیش نظر صوبائی حکومت کی طرف سے نافذ العمل کفایت شعاری مہم کے تحت اجلاس کا آن لائن انعقاد

حساس مقامات پر ممکنہ سیلابی صورتحال سے نمٹنے کے لیے موثر اقدامات یقینی بنائے جائیں، روایتی حفاظتی دیوار کھڑی کر دینا ہی کافی نہیں

ریسکیو مراکز میں ہی اضافی کمرے تعمیر کیے جائیں تاکہ سول ڈیفنس کے دفاتر وہاں قائم کیے جاسکیں، وزیر اعلیٰ سہیل آفریدی

وزیر اعلیٰ خیبر پختونخوا محمد سہیل آفریدی کی زیر صدارت محکمہ ریلیف، بحالی و سیٹلمنٹ کا ایک اہم اجلاس منعقد ہوا۔ عالمی سطح پر ایندھن کے ممکنہ بحران کے پیش نظر صوبائی حکومت کی طرف سے نافذ العمل کفایت شعاری مہم کے تحت اجلاس کا آن لائن انعقاد کیا گیا اور تمام متعلقہ حکام نے بذریعہ ویڈیو لنک اجلاس میں شرکت کی۔ اجلاس کے دوران محکمہ ریلیف، بحالی و سیٹلمنٹ کے کلیدی فرائض، اس کے ذیلی اداروں، جاری ریلیف سرگرمیوں، اصلاحاتی اقدامات اور دیگر متعلقہ امور کے حوالے سے وزیر اعلیٰ کو تفصیلی بریفنگ دی گئی۔ اجلاس میں ممکنہ کلاؤڈ برسٹ اور فلیش فلڈز کے خدشات کے پیش نظر آئندہ موسم گرما کے لیے جامع کنٹنجنسی پلان بروقت تیار کرنے کی ضرورت پر زور دیا گیا۔ وزیر اعلیٰ محمد سہیل آفریدی نے ہدایت کی کہ حساس مقامات پر ممکنہ سیلابی صورتحال سے نمٹنے اور اس سے بچاؤ کے لیے موثر اور دیرپا اقدامات یقینی بنائے جائیں۔ انہوں نے واضح کیا کہ صرف روایتی حفاظتی دیوار کھڑی کر دینا ہی کافی نہیں ہے بلکہ یہ بھی دیکھا جائے کہ دیوار کس حد تک موثر ہے اور مزید کیا کیا جاسکتا ہے تاکہ عوام کے جان و املاک سیلاب کی تباہ کاریوں سے محفوظ رہیں۔ انہوں نے ہدایت کی کہ خصوصی طور پر دریاؤں کے کنارے حساس مقامات کا جائزہ لیا جائے، دریا کی اندرونی سطح یا ساحل پر صفائی وغیرہ کی ضرورت ہو تو اس مقصد کے لیے محکمہ معدنیات اور اریگیشن مل کر اقدامات کریں۔ انہوں نے متعلقہ حکام کو ہدایت کی کہ ماہ رمضان کے فوری بعد تمام ریور بیڈز اور بڑے شہروں میں تجاوزات کے خلاف موثر اور منظم مہم کا آغاز کیا جائے تاکہ قدرتی آفات کی صورت میں ممکنہ نقصانات کو کم سے کم کیا جاسکے اور شہریوں کو تکلیف سے بچایا جاسکے۔ اجلاس میں مختلف اضلاع میں عارضی طور پر بے گھر افراد (ٹی ڈی پیز) کو معاوضوں کی فراہمی کے عمل کا بھی جائزہ لیا گیا۔ وزیر اعلیٰ نے متعلقہ حکام کو ہدایت کی کہ معاوضوں کی ادائیگی کے عمل کو تیز کیا جائے، اس سلسلے میں دیگر متاثرہ اضلاع کی ضروریات کا بھی جائزہ لیا جائے اور شارٹ فال کو پورا کرنے کے لیے درکار وسائل کی تفصیل پیش کی جائے۔ وزیر اعلیٰ محمد سہیل آفریدی نے اس موقع پر واضح کیا کہ صوبائی حکومت متاثرین کو معاوضوں کی ادائیگی کے لیے ضروری وسائل کی فراہمی کو یقینی بنائے گی۔ اجلاس میں ریجنز کی سطح پر ویئر ہاؤسز کے قیام کی تجویز پر بھی تفصیلی غور کیا گیا جس سے وزیر اعلیٰ نے اتفاق کرتے ہوئے کہا کہ ڈویژنل ہیڈکوارٹرز میں ویئر ہاؤسز کا قیام ناگزیر ہے۔ انہوں نے ہدایت کی کہ ویئر ہاؤسز ایسے مرکزی مقامات پر قائم کیے جائیں جہاں سے کسی بھی ہنگامی صورتحال میں بروقت اور موثر رسائی ممکن ہو سکے۔ وزیر اعلیٰ نے سیلاب متاثرین کو معاوضوں کی ادائیگی اور جاری ریلیف سرگرمیوں کے لیے درکار وسائل کی بھی اصولی منظوری دی۔ اجلاس کے دوران انسانی وسائل اور محکمانہ اثاثہ جات کی موثر نگرانی اور بہتر انتظام کے لیے ایک جامع ڈیش بورڈ تیار کرنے اور محکمانہ امور کو بتدریج ڈیجیٹل نظام میں منتقل کرنے کی ہدایت بھی کی گئی۔ وزیر اعلیٰ محمد سہیل آفریدی نے کہا کہ متعلقہ حکام ڈیش بورڈ کا روزانہ کی بنیاد پر جائزہ لیں تاکہ ہنگامی حالات میں کسی بھی قسم کی کمی یا تاخیر کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ ریسکیو سروس کی بہتری کے لیے جاری اقدامات کے حوالے سے اجلاس کو بتایا گیا کہ پہلے مرحلے میں ریسکیو 1122 کی ایک ہزار تین سو چھبیس (1326) آسامیوں پر بھرتیوں کا عمل جاری ہے۔ وزیر اعلیٰ نے بھرتیوں کے جاری عمل کو جلد مکمل کرنے کی ہدایت کی اور دوسرے مرحلے میں مزید 1125 نئی آسامیوں کی تخلیق سے بھی اتفاق کیا۔ اجلاس میں ریسکیو سروسز کے لیے میڈیکل موٹر بائیکس کی خریداری کے جاری عمل کے لیے درکار فنڈز فراہم کرنے جبکہ تمام ڈویژنل ہیڈکوارٹرز کی سطح پر بھی مذکورہ میڈیکل موٹر بائیکس کی فراہمی کے لیے ایک جامع منصوبہ تیار کرنے کی ہدایت کی گئی۔ اجلاس میں صوبے میں سول ڈیفنس دفاتر کے قیام کی تجویز پر بھی غور کیا گیا اور فیصلہ کیا گیا کہ ریسکیو مراکز میں ہی اضافی کمرے تعمیر کیے جائیں تاکہ سول ڈیفنس کے دفاتر وہاں قائم کیے جاسکیں، اس حکمت عملی سے نہ صرف وقت کی بچت ہوگی بلکہ وسائل کا بھی موثر استعمال ممکن بنایا جاسکے گا۔ وزیر اعلیٰ محمد سہیل آفریدی نے پراونشل ڈیزاسٹر مینجمنٹ کمیشن کا اجلاس بھی جلد طلب کرنے اور اس مقصد کے لیے تفصیلی ورکنگ پیپر تیار کرنے کی ہدایت جاری کی۔ اجلاس میں بتایا گیا کہ تحصیل کی سطح پر ریسکیو 1122 کے دفاتر کے قیام پر پیش رفت جاری ہے اور سال 2027 میں صوبے کی تمام تحصیلوں میں یہ دفاتر موجود ہوں گے۔ اجلاس میں یہ بھی بتایا گیا کہ صوبے میں پانچ سالہ ڈیزاسٹر رسک ریڈکشن پلان (DRRP) اور پراونشل ڈیزاسٹر مینجمنٹ پلان (PDMP) کی تشکیل پر کام جاری ہے۔ یہ پلان متعلقہ فورمز سے منظوری کے بعد حتمی منظوری کے لیے صوبائی کابینہ کے اجلاس میں پیش کیے جائیں گے۔ اجلاس کو آگاہ کیا گیا کہ خیبر پختونخوا پانچ سالہ ڈیزاسٹر رسک ریڈکشن اور ڈیزاسٹر مینجمنٹ پلان مرتب کرنے والا ملک کا پہلا صوبہ بننے جا رہا ہے۔

ڈیزل مہنگا ہونے کے بعد ملاکنڈ ڈویژن میں نیا کرایہ نامہ نافذ

وفاقی حکومت کی جانب سے ڈیزل کی قیمتوں میں 7 مارچ 2026 سے اضافے کے بعد ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی ملاکنڈ ڈویژن نے ڈیزل سے چلنے والی گاڑیوں کیلئے نیا کرایہ نامہ جاری کر دیا ہے۔ تفصیلات کے مطابق سیکرٹری ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی ملاکنڈ ڈویژن کی جانب سے جاری اعلامیہ میں بتایا گیا ہے کہ ملاکنڈ ڈویژن میں ڈیزل کی فی لیٹر قیمت 340 روپے مقرر کی گئی ہے جس کے بعد مختلف روٹس کیلئے نئے کرائے نافذ کر دیے گئے ہیں۔ نئے کرایہ نامے کے مطابق مینگورہ سے پشاور براستہ موٹروے فلائنگ کوچ کا کرایہ 669 روپے جبکہ عام بس کا کرایہ 670 روپے مقرر کیا گیا ہے۔ اسی طرح مینگورہ سے مردان براستہ موٹروے فلائنگ کوچ کا کرایہ 376 روپے اور عام بس کا کرایہ 360 روپے مقرر کیا گیا ہے جبکہ مینگورہ سے صوابی براستہ موٹروے فلائنگ کوچ کا کرایہ 462 روپے اور عام بس کا کرایہ 442 روپے مقرر کیا گیا ہے۔ دیگر روٹس میں مینگورہ سے کالام فلائنگ کوچ کا کرایہ 344 روپے اور عام بس کا کرایہ 330 روپے، مینگورہ سے بحرین فلائنگ کوچ کا کرایہ 220 روپے اور عام بس کا کرایہ 211 روپے، مینگورہ سے مدین فلائنگ کوچ کا کرایہ 185 روپے اور عام بس کا کرایہ 177 روپے جبکہ مینگورہ سے ملم جبہ فلائنگ کوچ کا کرایہ 149 روپے اور عام بس کا کرایہ 143 روپے مقرر کیا گیا ہے۔ اسی طرح مختلف اضلاع اور تحصیلوں کے دیگر روٹس کیلئے بھی نئے کرائے مقرر کر دیے گئے ہیں۔ اعلامیہ میں کہا گیا ہے کہ تعلیمی اداروں اور مدارس کے طلبہ، معذور افراد اور ساٹھ سال سے زائد عمر کے بزرگ شہریوں سے 50 فیصد کرایہ وصول کیا جائے گا۔

بونیر میں جدید ای اسٹیمپنگ سسٹم متعارف، وائٹ پیپر پر ای اسٹامپ پیپرز جاری

حکومت خیبر پختونخوا اور بورڈ آف ریونیو کے تعاون سے عوامی سہولت، شفافیت کے فروغ اور جعل سازی کی روک تھام کیلئے ای اسٹیمپنگ سسٹم کے تحت ای۔ وینڈر ماڈیول کا باضابطہ آغاز کر دیا گیا ہے۔ تفصیلات کے مطابق ضلع بونیر میں اس جدید نظام کے اجرا کی تقریب منعقد ہوئی جس میں ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر جنرل بونیر قیصر خان، اسسٹنٹ ڈائریکٹر ای اسٹامپ شجاع الملک بورڈ آف ریونیو پشاور (فوکل پرسن ای اسٹامپ بونیر) سمیت دیگر انتظامی افسران اور تمام رجسٹرڈ وینڈرز نے شرکت کی۔ اس جدید نظام کے تحت روایتی اسٹامپ پیپرز کے بجائے محفوظ ڈیجیٹل نظام کے ذریعے سفید کاغذ پر ای۔ اسٹامپ پیپرز جاری کیے جائیں گے۔ یہ پیپرز کیو آر کوڈ اور ریئل ٹائم آن لائن ویریفکیشن کی سہولت سے آراستہ ہوں گے جس کے ذریعے دستاویز کی صداقت فوری طور پر چیک کی جاسکے گی۔ مجاز ای۔ وینڈرز 150 روپے سے 500 روپے تک کے نان جوڈیشل اور 15 ہزار روپے مالیت تک کے جوڈیشل ای۔ اسٹامپ پیپرز جاری کریں گے جبکہ اسٹامپ ڈیوٹی کی ادائیگی PSID پر مبنی الیکٹرانک نظام کے ذریعے ہوگی جو مکمل شفافیت اور ٹریس ایبلٹی کو یقینی بنائے گا۔

شکردرہ میں غیر قانونی سونے کی کان کنی کے خلاف پولیس کی کارروائی

کوہاٹ کے دور افتادہ سرحدی علاقے شکردرہ اور گردونواح میں دریائے سندھ کے کنارے مبینہ طور پر جاری غیر قانونی سونے کی کان کنی کے خلاف پولیس نے بڑا آپریشن کرتے ہوئے بھاری مشینری اور دیگر سامان قبضے میں لے لیا۔ تفصیلات کے مطابق ایس ایچ او تھانہ شکردرہ عابد وسیم کی قیادت میں پولیس نفری نے کارروائی کرتے ہوئے گولڈ مائننگ میں استعمال ہونے والی بھاری مشینری، ایکسویٹر، پلانٹس، ڈیزل اور پٹرول سے بھری گاڑیاں، تیل اور دیگر سامان اپنی تحویل میں لے لیا جبکہ متعدد گاڑیاں بھی ضبط کر لی گئیں۔ پولیس حکام کے مطابق دریائے سندھ کے کنارے کوہاٹ کی حدود میں مبینہ غیر قانونی گولڈ مائننگ پر حکومت اور ضلعی انتظامیہ کی جانب سے پابندی عائد ہے۔

پاکستان واچ رپورٹ

پاکستان کا کل بیرونی قرضہ 148 ارب ڈالر

ملکی معیشت گزشتہ چند برسوں سے شدید دباؤ، عالمی معاشی اتار چڑھاؤ اور داخلی مالیاتی مشکلات کا سامنا کر رہی ہے

قائمہ کمیٹی برائے خزانہ کے اجلاس میں گورنر اسٹیٹ بینک جمیل احمد کی بریفنگ، معیشت کے اہم پہلوؤں کو واضح کیا

پاکستان کی معیشت گزشتہ چند برسوں سے شدید دباؤ، عالمی معاشی اتار چڑھاؤ اور داخلی مالیاتی مشکلات کا سامنا کر رہی ہے۔ تاہم حالیہ مہینوں میں کچھ معاشی اشاریوں میں بہتری کے آثار بھی نظر آ رہے ہیں۔ قومی اسمبلی کی قائمہ کمیٹی برائے خزانہ کے اجلاس میں گورنر اسٹیٹ بینک جمیل احمد کی بریفنگ نے ملکی معیشت کی موجودہ صورتحال، چیلنجز اور مستقبل کے اہداف کے حوالے سے اہم پہلوؤں کو واضح کیا۔ ان کے بیان سے یہ تاثر بھی ملتا ہے کہ اگرچہ معیشت ابھی مکمل طور پر مستحکم نہیں ہوئی، لیکن کئی اہم شعبوں میں بہتری کے لیے اقدامات جاری ہیں۔

گورنر اسٹیٹ بینک کے مطابق پاکستان کو متحدہ عرب امارات کی جانب سے ملنے والے دو ارب ڈالر کے قرضے کے حوالے سے کوئی فوری دباؤ نہیں ہے۔ انہوں نے واضح کیا کہ متحدہ عرب امارات اس قرضے کی واپسی کا تقاضا نہیں کر رہا بلکہ اسے رول اوور کیا جا رہا ہے۔ تاہم اس میں ایک تبدیلی ضرور آئی ہے۔ پہلے یہ قرضہ سالانہ بنیادوں پر رول اوور کیا جاتا تھا جبکہ اب اسے ماہانہ بنیادوں پر رول اوور کیا جا رہا ہے۔ اس تبدیلی کو معاشی ماہرین اس بات کی علامت بھی قرار دیتے ہیں کہ عالمی مالیاتی ماحول میں احتیاط بڑھ گئی ہے اور قرض دینے والے ممالک بھی زیادہ محتاط انداز اختیار کر رہے ہیں۔

انہوں نے یہ بھی بتایا کہ ماضی میں پاکستان کو بیرونی ذرائع سے قرض حاصل کرنے کی ضرورت زیادہ تھی اور ڈیبٹ سورسنگ چار ارب ڈالر تک پہنچ گئی تھی، تاہم اب اس میں کمی آئی ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ حکومت اور مالیاتی اداروں نے بیرونی قرضوں کے حصول کے بجائے مالیاتی نظم و ضبط پر توجہ دینے کی کوشش کی ہے۔ اس پالیسی کا مقصد یہ ہے کہ پاکستان بتدریج بیرونی قرضوں پر انحصار کم کرے اور معیشت کو زیادہ پائیدار بنیادوں پر استوار کیا جائے۔

مہنگائی کے حوالے سے گورنر اسٹیٹ بینک نے کہا کہ رواں سال مہنگائی کی شرح پانچ سے سات فیصد کے درمیان رہنے کی توقع ہے۔ یہ اندازہ اس لیے اہم سمجھا جا رہا ہے کیونکہ گزشتہ چند برسوں کے دوران پاکستان کو بلند مہنگائی کا سامنا رہا ہے جس نے عام شہریوں کی قوت خرید کو متاثر کیا۔ اگر مہنگائی واقعی اس حد کے اندر رہتی ہے تو اسے معاشی استحکام کی طرف ایک مثبت قدم قرار دیا جا سکتا ہے۔

کرنٹ اکاؤنٹ خسارے کے حوالے سے بھی انہوں نے اہم اعداد و شمار پیش کیے۔ ان کے مطابق 2022 میں پاکستان کا کرنٹ اکاؤنٹ خسارہ تقریباً ساڑھے سترہ ارب ڈالر تک پہنچ گیا تھا جو جی ڈی پی کے تقریباً 4.7 فیصد کے برابر تھا۔ تاہم اس خسارے کو کم کرنے کے لیے متعدد اقدامات کیے گئے جس کے نتیجے میں 2023 میں یہ خسارہ کم ہو کر جی ڈی پی کے ایک فیصد تک آ گیا۔ مزید یہ کہ گزشتہ سال پاکستان کا کرنٹ اکاؤنٹ سرپلس میں رہا جو تقریباً دو ارب ڈالر تھا۔ یہ ایک اہم پیش رفت اس لیے بھی ہے کہ تقریباً چودہ برس بعد کرنٹ اکاؤنٹ سرپلس حاصل ہوا۔

گورنر اسٹیٹ بینک کے مطابق کرنٹ اکاؤنٹ کے حوالے سے اس وقت صورتحال نسبتاً تسلی بخش ہے۔ اس کے باوجود مالیاتی حکام محتاط انداز میں آگے بڑھ رہے ہیں تاکہ دوبارہ بڑے خسارے کی صورتحال پیدا نہ ہو۔ کرنٹ اکاؤنٹ کی بہتری کے پیچھے درآمدات میں کمی، مالیاتی نظم و ضبط اور کچھ حد تک ترسیلات زر کا کردار بھی اہم رہا ہے۔

زرمبادلہ کے ذخائر کے حوالے سے بھی انہوں نے واضح کیا کہ چند سال پہلے صورتحال انتہائی نازک تھی۔ اس وقت پاکستان کے زرمبادلہ کے ذخائر صرف 2.8 ارب ڈالر رہ گئے تھے جو محض دو ہفتوں کی درآمدات کے برابر تھے۔ اس صورتحال نے معاشی ماہرین کو شدید تشویش میں مبتلا کر دیا تھا کیونکہ اتنے کم ذخائر کسی بھی ملک کی معیشت کے لیے خطرناک سمجھے جاتے ہیں۔

تاہم اسٹیٹ بینک اور حکومت کی پالیسیوں کے نتیجے میں زرمبادلہ کے ذخائر میں بتدریج اضافہ ہوا ہے۔ گورنر کے مطابق اس وقت یہ ذخائر سولہ ارب ڈالر سے تجاوز کر چکے ہیں۔ مزید یہ کہ حکومت نے ہدف مقرر کیا ہے کہ جون 2026 تک انہیں بڑھا کر اٹھارہ ارب ڈالر تک لے جایا جائے جبکہ دسمبر 2026 تک یہ ذخائر بیس ارب ڈالر تک پہنچانے کا منصوبہ ہے۔ اگر یہ ہدف حاصل ہو جاتا ہے تو یہ پاکستان کے مالیاتی استحکام کے لیے ایک اہم پیش رفت ہوگی۔

بیرونی قرضوں کے حوالے سے بھی انہوں نے ایک اہم حقیقت بیان کی۔ ان کے مطابق گزشتہ سات برسوں کے دوران پاکستان کا بیرونی قرضہ 55 ارب ڈالر سے بڑھ کر 103 ارب ڈالر تک پہنچ گیا تھا۔ تاہم گزشتہ ایک سال کے دوران اسے اسی سطح پر برقرار رکھا گیا ہے اور اس میں مزید اضافہ نہیں ہونے دیا گیا۔ مجموعی طور پر اس وقت پاکستان کا کل بیرونی قرضہ تقریباً 148 ارب ڈالر ہے جس میں سے حکومت کا حصہ تقریباً 103 ارب ڈالر بنتا ہے۔

برآمدات کے شعبے کے حوالے سے صورتحال قدرے تشویشناک بتائی گئی ہے۔ گورنر اسٹیٹ بینک کے مطابق اس وقت پاکستان کی برآمدات دباؤ کا شکار ہیں اور رواں سال برآمدات میں تقریباً سات فیصد کمی دیکھی گئی ہے۔ برآمدات میں کمی کی ایک بڑی وجہ عالمی منڈی میں خوراک کی قیمتوں میں کمی اور طلب میں کمی بھی بتائی گئی ہے۔ جب عالمی مارکیٹ میں قیمتیں کم ہوتی ہیں تو برآمدی آمدنی بھی متاثر ہوتی ہے۔

انہوں نے خاص طور پر چاول کی برآمدات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ اس شعبے میں بھی کمی آئی ہے اور اس سے مجموعی برآمدات متاثر ہوئی ہیں۔ چاول پاکستان کی اہم برآمدی مصنوعات میں شمار ہوتا ہے، اس لیے اس کی برآمد میں کمی کا براہ راست اثر ملکی زرمبادلہ کی آمدنی پر پڑتا ہے۔

قائمہ کمیٹی کے چیئرمین سلیم مانڈوی والا نے اجلاس کے دوران یہ سوال اٹھایا کہ برآمدات پر دباؤ کی ایک وجہ حکومت کی جانب سے ایکسپورٹ اسکیموں کا خاتمہ بھی ہو سکتا ہے۔ ان کا مؤقف تھا کہ اگر برآمد کنندگان کو سہولیات کم ملیں گی تو وہ عالمی مارکیٹ میں مسابقت برقرار نہیں رکھ سکیں گے۔

اس پر گورنر اسٹیٹ بینک نے وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ ایکسپورٹ ری فنانسنگ اسکیم کو ختم نہیں کیا گیا بلکہ یہ اب بھی جاری ہے۔ تاہم انہوں نے تسلیم کیا کہ برآمدات میں کمی کے پیچھے کئی عوامل کارفرما ہیں جن میں عالمی طلب میں کمی، قیمتوں میں اتار چڑھاؤ اور عالمی معاشی سست روی شامل ہیں۔

انہوں نے یہ بھی کہا کہ جب کوئی ملک بین الاقوامی مالیاتی فنڈ کے پروگرام میں ہوتا ہے تو اسے مالیاتی نظم و ضبط کے سخت اصولوں پر عمل کرنا پڑتا ہے۔ اس دوران حکومت کے لیے برآمد کنندگان کو سبسڈی یا ری بیٹ دینا آسان نہیں ہوتا کیونکہ اس پر مختلف مالیاتی پابندیاں عائد ہوتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بعض اوقات حکومت کو ایسی پالیسیاں اختیار کرنا پڑتی ہیں جو فوری طور پر برآمدی شعبے کے لیے زیادہ فائدہ مند نظر نہیں آتیں۔

مجموعی طور پر گورنر اسٹیٹ بینک کی بریفنگ سے یہ تاثر ملتا ہے کہ پاکستان کی معیشت ایک نازک مرحلے سے گزر رہی ہے۔ ایک طرف کچھ معاشی اشاریوں میں بہتری نظر آ رہی ہے جیسے کرنٹ اکاؤنٹ کا سرپلس اور زرمبادلہ کے ذخائر میں اضافہ، جبکہ دوسری طرف برآمدات میں کمی اور بیرونی قرضوں کا دباؤ ابھی بھی اہم چیلنجز کے طور پر موجود ہیں۔

معاشی ماہرین کے مطابق پاکستان کو پائیدار معاشی استحکام حاصل کرنے کے لیے برآمدات میں نمایاں اضافہ، صنعتی پیداوار میں بہتری اور مالیاتی نظم و ضبط کو برقرار رکھنا ہوگا۔ اس کے ساتھ ساتھ عالمی معاشی حالات بھی پاکستان کی معیشت پر اثر انداز ہوتے رہیں گے، اس لیے پالیسی سازوں کو نہایت محتاط اور طویل المدتی حکمت عملی اختیار کرنا ہوگی۔

اگر پاکستان اپنے معاشی ڈھانچے کو مضبوط بنانے، برآمدی صلاحیت بڑھانے اور بیرونی قرضوں پر انحصار کم کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے تو آنے والے برسوں میں معاشی استحکام کے امکانات مزید روشن ہو سکتے ہیں۔ یہی وہ راستہ ہے جو ملک کو مالیاتی بحرانوں سے نکال کر پائیدار ترقی کی جانب لے جا سکتا ہے۔

پاکستان واچ رپورٹ

پاکستان میں نئی کمپنیوں کی رجسٹریشن
معاشی سرگرمیوں میں تیزی کا اشارہ

پاکستان کی معیشت کے حوالے سے اکثر منفی تاثر پیش کیا جاتا ہے، تاہم حالیہ اعداد و شمار ایک مختلف تصویر دکھاتے ہیں۔ ملک میں کاروباری سرگرمیوں میں اضافہ اور نئی کمپنیوں کی رجسٹریشن میں مسلسل بہتری اس بات کا واضح اشارہ ہے کہ معاشی ڈھانچہ بتدریج مضبوط ہو رہا ہے۔ سکیورٹیز اینڈ ایکسچینج کمیشن آف پاکستان (SECP) کے تازہ اعداد و شمار کے مطابق فروری کے مہینے میں 3444 نئی کمپنیوں کی رجسٹریشن ہوئی، جس کے بعد پاکستان میں رجسٹرڈ کمپنیوں کی مجموعی تعداد 287049 تک پہنچ گئی ہے۔ یہ رجحان نہ صرف مقامی سرمایہ کاری کے بڑھنے کا اشارہ ہے بلکہ غیر ملکی سرمایہ کاروں کے اعتماد میں اضافے کو بھی ظاہر کرتا ہے۔

کاروباری ماحول میں بہتری

نئی کمپنیوں کی رجسٹریشن میں اضافہ کسی بھی ملک کی معاشی سرگرمیوں کا اہم اشاریہ سمجھا جاتا ہے۔ پاکستان میں کاروبار شروع کرنے کے طریقہ کار کو آسان بنانے کے لیے حالیہ برسوں میں متعدد اصلاحات کی گئی ہیں۔ کمپنی رجسٹریشن کے عمل کو ڈیجیٹل بنانے، آن لائن فائلنگ کے نظام کو فروغ دینے اور کاروباری قوانین کو سادہ بنانے سے نئے کاروباری افراد کو سہولت ملی ہے۔

اسی کا نتیجہ ہے کہ نوجوان کاروباری افراد اور چھوٹے سرمایہ کار اب باقاعدہ کمپنی کی شکل میں کاروبار کرنے کو ترجیح دے رہے ہیں۔ پہلے بہت سے کاروبار غیر رسمی شعبے میں ہوتے تھے لیکن اب رجسٹرڈ کمپنیوں کی صورت میں سامنے آ رہے ہیں۔ اس رجحان سے حکومت کو ٹیکس نیٹ بڑھانے میں بھی مدد مل سکتی ہے جبکہ معیشت کی دستاویزی شکل بھی مضبوط ہوتی ہے۔

غیر ملکی سرمایہ کاروں کی دلچسپی

اعداد و شمار کے مطابق 82 نئی کمپنیوں میں غیر ملکی شراکت داری بھی دیکھنے میں آئی۔ خاص طور پر چین سے تعلق رکھنے والے افراد نے 44** کمپنیوں میں ڈائریکٹرشپ** حاصل کی۔ اس کے علاوہ امریکا، برطانیہ، جرمنی، کینیڈا اور دیگر ممالک کے سرمایہ کاروں نے بھی پاکستان میں نئی کمپنیوں کے قیام میں دلچسپی ظاہر کی۔

چین کی سرمایہ کاری میں اضافہ خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ پاک چین اقتصادی راہداری (CPEC) کے تحت دونوں ممالک کے درمیان معاشی تعاون پہلے ہی مضبوط ہو چکا ہے۔ اس کے نتیجے میں چینی سرمایہ کار پاکستان میں مختلف شعبوں میں کاروبار کے مواقع تلاش کر رہے ہیں۔ مائننگ، ٹریڈنگ اور آئی ٹی جیسے شعبوں میں غیر ملکی سرمایہ کاری اس بات کا ثبوت ہے کہ پاکستان کو اب ایک ابھرتی ہوئی مارکیٹ کے طور پر دیکھا جا رہا ہے۔

آئی ٹی اور ای کامرس کا تیزی سے بڑھتا شعبہ

اعداد و شمار کے مطابق آئی ٹی اور ای کامرس کے شعبے میں 723 نئی کمپنیوں کی رجسٹریشن ہوئی، جو دیگر شعبوں کے مقابلے میں سب سے زیادہ ہے۔ یہ رجحان اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ پاکستان کی معیشت بتدریج ڈیجیٹل سمت میں آگے بڑھ رہی ہے۔

پاکستان میں نوجوان آبادی کا بڑا حصہ ٹیکنالوجی کے میدان میں مہارت رکھتا ہے۔ فری لانسنگ، سافٹ ویئر ڈیولپمنٹ، ڈیجیٹل مارکیٹنگ اور آن لائن تجارت کے شعبوں میں پاکستانی نوجوان عالمی سطح پر اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوا رہے ہیں۔ نئی آئی ٹی کمپنیوں کی رجسٹریشن اس صلاحیت کو ادارہ جاتی شکل دینے کی کوشش ہے۔

ای کامرس کا شعبہ بھی تیزی سے پھیل رہا ہے۔ آن لائن خریداری کا رجحان بڑھنے سے نئے کاروباری ماڈلز سامنے آ رہے ہیں۔ چھوٹے کاروبار بھی اب ڈیجیٹل پلیٹ فارمز کے ذریعے قومی اور بین الاقوامی منڈیوں تک رسائی حاصل کر رہے ہیں۔

مختلف شعبوں میں سرمایہ کاری

نئی کمپنیوں کی رجسٹریشن کے اعداد و شمار مختلف معاشی شعبوں میں سرمایہ کاری کے رجحانات کو بھی ظاہر کرتے ہیں۔

ٹریڈنگ سیکٹر میں 531 نئی کمپنیاں
سروسز سیکٹر میں 434 کمپنیاں
رئیل اسٹیٹ سیکٹر میں 323 کمپنیاں

اس کے علاوہ مائننگ، ٹیکسٹائل، تعلیم، صحت، کھیلوں کے سامان، کیمیکلز اور الیکٹرک گڈز کے شعبوں میں بھی نئی کمپنیاں قائم کی گئی ہیں۔ یہ تنوع اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ پاکستان کی معیشت مختلف شعبوں میں ترقی کے مواقع فراہم کر رہی ہے۔

خصوصاً مائننگ سیکٹر میں غیر ملکی سرمایہ کاری مستقبل میں بڑی معاشی سرگرمیوں کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتی ہے۔ پاکستان کے معدنی وسائل کو عالمی سطح پر بڑی اہمیت حاصل ہے، اور اس شعبے میں جدید ٹیکنالوجی اور سرمایہ کاری کے ذریعے نمایاں ترقی کی گنجائش موجود ہے۔

صوبائی سطح پر معاشی سرگرمی

نئی کمپنیوں کی رجسٹریشن کے حوالے سے صوبوں کا جائزہ لیا جائے تو پنجاب سب سے آگے نظر آتا ہے جہاں 1696 کمپنیاں رجسٹر ہوئیں۔ اس کے بعد اسلام آباد میں 656 اور سندھ میں 555 کمپنیوں کی رجسٹریشن ہوئی۔

پنجاب میں صنعتی اور تجارتی سرگرمیوں کا بڑا مرکز ہونے کی وجہ سے کاروباری رجحان زیادہ ہے۔ لاہور، فیصل آباد، گوجرانوالہ اور سیالکوٹ جیسے صنعتی شہر پہلے ہی برآمدات اور مینوفیکچرنگ کے حوالے سے اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔

اسلام آباد میں نئی کمپنیوں کی بڑی تعداد اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ ٹیکنالوجی، سروسز اور اسٹارٹ اپ کلچر کا مرکز بتدریج وفاقی دارالحکومت بنتا جا رہا ہے۔ دوسری جانب سندھ خصوصاً کراچی ملک کا سب سے بڑا تجارتی مرکز ہے جہاں نئی کاروباری سرگرمیوں کی گنجائش مسلسل موجود ہے۔

اسٹارٹ اپ کلچر اور نوجوانوں کا کردار

پاکستان میں اسٹارٹ اپ کلچر تیزی سے فروغ پا رہا ہے۔ نوجوان کاروباری افراد جدید آئیڈیاز کے ساتھ مختلف شعبوں میں نئی کمپنیاں قائم کر رہے ہیں۔ ٹیکنالوجی، فن ٹیک، ایجوکیشن ٹیک، ہیلتھ ٹیک اور ای کامرس کے شعبوں میں پاکستانی اسٹارٹ اپس عالمی سرمایہ کاروں کی توجہ حاصل کر رہے ہیں۔

اس رجحان کی ایک بڑی وجہ انٹرنیٹ اور ڈیجیٹل انفراسٹرکچر کی تیزی سے بہتری بھی ہے۔ اسمارٹ فون کے بڑھتے استعمال اور آن لائن ادائیگی کے نظام نے ڈیجیٹل کاروبار کو آسان بنا دیا ہے۔ اس کے نتیجے میں چھوٹے پیمانے پر شروع ہونے والے کاروبار بھی کمپنی کی شکل اختیار کر رہے ہیں۔

معیشت پر ممکنہ مثبت اثرات

نئی کمپنیوں کی بڑھتی ہوئی تعداد معیشت پر کئی مثبت اثرات مرتب کر سکتی ہے۔

.1 روزگار کے مواقع میں اضافہ

نئی کمپنیوں کے قیام سے مختلف شعبوں میں روزگار کے مواقع پیدا ہوتے ہیں۔

.2 ٹیکس نیٹ میں اضافہ

رجسٹرڈ کمپنیوں کی تعداد بڑھنے سے حکومت کو ٹیکس وصولی میں بہتری کا موقع ملتا ہے۔

.3 برآمدات میں اضافہ

خاص طور پر آئی ٹی اور مینوفیکچرنگ سیکٹر کی نئی کمپنیاں عالمی منڈیوں تک رسائی حاصل کر سکتی ہیں۔

.4 سرمایہ کاری میں اضافہ

غیر ملکی سرمایہ کاروں کی دلچسپی بڑھنے سے ملکی معیشت میں سرمایہ کاری کا حجم بھی بڑھ سکتا ہے۔

چیلنجز اور مستقبل کی حکمت عملی

اگرچہ نئی کمپنیوں کی رجسٹریشن میں اضافہ ایک مثبت علامت ہے، تاہم پاکستان کو ابھی کئی چیلنجز کا سامنا ہے۔ توانائی کے مسائل، مالیاتی لاگت، برآمدات کی مسابقت اور پالیسیوں کا تسلسل وہ عوامل ہیں جن پر توجہ دینا ضروری ہے۔

حکومت کے لیے ضروری ہے کہ کاروبار دوست پالیسیوں کو مزید مستحکم کرے، سرمایہ کاروں کو سہولتیں فراہم کرے۔

پاکستان واچ رپورٹ

بچوں کی سرگرمیاں آن لائن شیئر کرنا خطرناک بھی ہوسکتا ہے: والدین کے لیے اہم انتباہ

ڈیجیٹل دور میں سوشل میڈیا ہماری روزمرہ زندگی کا اہم حصہ بن چکا ہے۔ خوشی کے لمحات، خاندانی تقریبات اور بچوں کی کامیابیاں اب صرف گھر کی چار دیواری تک محدود نہیں رہتیں بلکہ چند لمحوں میں دنیا بھر تک پہنچ جاتی ہیں۔ خاص طور پر والدین اپنے بچوں کی تصاویر، ویڈیوز اور دلچسپ سرگرمیاں شیئر کر کے اپنی خوشی دوسروں کے ساتھ بانٹنا چاہتے ہیں۔ تاہم ماہرین کا کہنا ہے کہ بظاہر بے ضرر نظر آنے والی یہ عادت بعض اوقات بچوں کی سلامتی اور مستقبل کے لیے خطرات بھی پیدا کر سکتی ہے۔

سائبر سیکیورٹی کمپنی Kaspersky کے سروے میں اس رجحان کے کئی اہم پہلو سامنے آئے ہیں۔ سروے کے مطابق تقریباً 48 فیصد والدین سوشل میڈیا پلیٹ فارمز پر باقاعدگی سے اپنے بچوں کی تصاویر، ویڈیوز یا ان سے متعلق معلومات شیئر کرتے ہیں۔ یہ رجحان اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ جدید دور میں والدین اپنے بچوں کی زندگی کے اہم لمحات کو محفوظ رکھنے کے لیے آن لائن پلیٹ فارمز کا سہارا لے رہے ہیں۔

یادوں کو محفوظ رکھنے کی خواہش

سروے کے مطابق والدین کی بڑی تعداد بچوں سے متعلق پوسٹس اس لیے کرتی ہے تاکہ ان لمحات کو یادگار بنایا جا سکے۔ بہت سے والدین سمجھتے ہیں کہ سوشل میڈیا ایک ڈیجیٹل البم کی طرح ہے جہاں زندگی کے اہم لمحات محفوظ رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ تقریباً 42 فیصد والدین کا کہنا ہے کہ وہ اپنے بچوں کی کامیابیوں، کارکردگی یا خوشیوں پر فخر کا اظہار کرنے کے لیے تصاویر اور ویڈیوز شیئر کرتے ہیں۔

یہ رجحان انسانی نفسیات کا فطری حصہ ہے۔ والدین اپنے بچوں کی چھوٹی بڑی کامیابیوں کو دوسروں کے ساتھ بانٹ کر خوشی محسوس کرتے ہیں۔ اسکول کی تقریب ہو، کھیلوں میں کامیابی ہو یا کوئی تخلیقی سرگرمی، والدین ان لمحات کو سوشل میڈیا پر شیئر کر کے دوستوں اور خاندان کے افراد کو شامل کرنا چاہتے ہیں۔

سماجی دباؤ اور آن لائن مقبولیت

سروے میں ایک دلچسپ پہلو یہ بھی سامنے آیا کہ بعض والدین صرف اس لیے بھی بچوں کی تصاویر شیئر کرتے ہیں کیونکہ دوسرے لوگ بھی ایسا کرتے ہیں۔ تقریباً 21 فیصد والدین نے اعتراف کیا کہ وہ سماجی دباؤ کے تحت پوسٹ کرتے ہیں۔ انہیں محسوس ہوتا ہے کہ اگر وہ اپنے بچوں کے بارے میں پوسٹ نہیں کریں گے تو شاید وہ اس ڈیجیٹل کلچر کا حصہ نہیں بن پائیں گے۔

اسی طرح تقریباً 20 فیصد والدین نے بتایا کہ انہیں تصاویر یا ویڈیوز میں اپنی شکل پسند آتی ہے، اس لیے وہ انہیں شیئر کرتے ہیں۔ جبکہ 10 فیصد والدین نے تسلیم کیا کہ وہ زیادہ فالوورز، لائکس یا ریچ حاصل کرنے کے لیے بچوں سے متعلق مواد پوسٹ کرتے ہیں۔ یہ رجحان اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ سوشل میڈیا کی مقبولیت اور توجہ حاصل کرنے کی خواہش بعض اوقات بچوں کی نجی زندگی کو بھی عوامی بنا دیتی ہے۔

پرائیویسی سیٹنگز اور رسائی کا مسئلہ

اگرچہ بہت سے والدین پرائیویسی کا خیال رکھنے کی کوشش کرتے ہیں، مگر اس کے باوجود خطرات مکمل طور پر ختم نہیں ہوتے۔

سروے کے مطابق بچوں کے بارے میں پوسٹ کرنے والے والدین میں سے 72 فیصد اپنی پوسٹس کی رسائی صرف دوستوں، دوستوں کے دوستوں یا فالوورز تک محدود رکھتے ہیں۔ بظاہر یہ ایک محفوظ طریقہ محسوس ہوتا ہے، مگر ڈیجیٹل دنیا میں معلومات کا پھیلاؤ بہت تیزی سے ہوتا ہے۔

اس کے برعکس 28 فیصد والدین کے سوشل میڈیا اکاؤنٹس مکمل طور پر پبلک ہوتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے بچوں کی تصاویر اور معلومات انٹرنیٹ استعمال کرنے والے کسی بھی شخص تک پہنچ سکتی ہیں۔ ماہرین کے مطابق یہی وہ مرحلہ ہے جہاں خطرات بڑھ جاتے ہیں۔

بچوں کی رضامندی کا سوال

ایک اہم پہلو بچوں کی رضامندی بھی ہے۔ سروے کے مطابق 59 فیصد والدین کا کہنا ہے کہ وہ بچوں سے متعلق مواد شائع کرنے سے پہلے ان سے اجازت لیتے ہیں۔ یہ ایک مثبت رجحان ہے کیونکہ اس سے بچوں میں اپنی پرائیویسی کے بارے میں شعور پیدا ہوتا ہے۔

تاہم ہر پانچ میں سے ایک والدین نے اعتراف کیا کہ وہ بچے کی رضامندی نہ ہونے کے باوجود بھی تصاویر یا ویڈیوز پوسٹ کر دیتے ہیں۔ ماہرین کے مطابق یہ رویہ مستقبل میں بچوں کے لیے مسائل پیدا کر سکتا ہے کیونکہ جو مواد آج شیئر کیا جاتا ہے وہ برسوں تک انٹرنیٹ پر موجود رہ سکتا ہے۔

مستقل ڈیجیٹل شناخت کا خطرہ

ماہرین کا کہنا ہے کہ آج جو چیز ایک خوشگوار خاندانی لمحہ لگتی ہے وہ کل کو بچے کی مستقل ڈیجیٹل شناخت کا حصہ بن سکتی ہے۔ انٹرنیٹ پر موجود معلومات کو مکمل طور پر حذف کرنا اکثر ممکن نہیں ہوتا۔ اس لیے ایک معمولی سی پوسٹ بھی مستقبل میں بچے کی تعلیم، ملازمت یا سماجی زندگی پر اثر ڈال سکتی ہے۔

مثال کے طور پر اگر کسی بچے کی شرارتی یا شرمندگی کا باعث بننے والی تصویر یا ویڈیو آن لائن موجود ہو تو وہ بعد میں مذاق یا ہراسانی کا سبب بن سکتی ہے۔ اسی لیے ماہرین والدین کو مشورہ دیتے ہیں کہ وہ پوسٹ کرنے سے پہلے چند لمحے رک کر سوچیں کہ آیا یہ مواد مستقبل میں بچے کے لیے مسئلہ تو نہیں بن سکتا۔

حساس معلومات کا غیر ارادی انکشاف

بچوں کے بارے میں زیادہ معلومات شیئر کرنے کا ایک اور خطرہ حساس معلومات کا غیر ارادی انکشاف ہے۔ جب والدین تصاویر یا پوسٹس کے ساتھ مکمل نام، تاریخ پیدائش، اسکول کا نام یا روزمرہ سرگرمیوں کی تفصیلات لکھ دیتے ہیں تو یہ معلومات غلط ہاتھوں میں جا سکتی ہیں۔

سائبر مجرم اس قسم کی معلومات کو شناخت کی چوری، سوشل انجینئرنگ یا دھوکہ دہی کے لیے استعمال کر سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر اگر کسی بچے کے اسکول یا روزمرہ معمولات کے بارے میں معلومات دستیاب ہوں تو اس سے جسمانی سلامتی کے خطرات بھی پیدا ہو سکتے ہیں۔

تصاویر اور ویڈیوز کا غلط استعمال

آن لائن دستیاب تصاویر اور ویڈیوز کا غلط استعمال بھی ایک سنجیدہ مسئلہ ہے۔ ماہرین کے مطابق پبلک پلیٹ فارمز پر موجود تصاویر کو ڈاؤن لوڈ کر کے ترمیم کیا جا سکتا ہے یا بغیر اجازت دوبارہ شیئر کیا جا سکتا ہے۔ بعض اوقات یہ تصاویر جعلی اکاؤنٹس بنانے یا دھوکہ دہی کے دیگر طریقوں میں بھی استعمال کی جا سکتی ہیں۔

اس کے علاوہ ایک بار جب کوئی تصویر یا ویڈیو انٹرنیٹ پر آ جائے تو اسے مکمل طور پر ہٹانا مشکل ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ماہرین والدین کو احتیاط برتنے کا مشورہ دیتے ہیں۔

محفوظ شیئرنگ کے لیے احتیاطی تدابیر

اہرین کا کہنا ہے کہ بچوں سے متعلق مواد مکمل طور پر شیئر نہ کرنا ضروری نہیں، مگر اس میں احتیاط بہت اہم ہے۔ سب سے پہلے سوشل میڈیا اکاؤنٹس کی پرائیویسی سیٹنگز کو محدود رکھنا چاہیے تاکہ مواد صرف قابلِ اعتماد افراد تک ہی محدود رہے۔

اس کے علاوہ دوستوں اور فالوورز کی فہرست کا بھی باقاعدہ جائزہ لینا چاہیے۔ صرف انہی افراد کو شامل رکھنا بہتر ہے جنہیں آپ ذاتی طور پر جانتے ہوں۔ اجنبی افراد کو فالوورز یا دوستوں کی فہرست میں شامل کرنا بچوں کی سلامتی کے لیے خطرہ بن سکتا ہے۔

ماہرین یہ بھی تجویز کرتے ہیں کہ ایسی تصاویر یا ویڈیوز شیئر نہ کی جائیں جن میں اسکول کا نام، گھر کا پتہ یا دیگر حساس معلومات واضح نظر آ رہی ہوں۔ اسی طرح بچوں کی روزمرہ سرگرمیوں کی تفصیلات بھی محدود رکھنی چاہئیں۔

جدید سیکیورٹی حل کی اہمیت

ڈیجیٹل دور میں سیکیورٹی ٹولز کا استعمال بھی اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔ ماہرین کے مطابق جدید سیکیورٹی سافٹ ویئر والدین کو آن لائن خطرات سے آگاہ کرنے اور بچوں کی سرگرمیوں کو محفوظ بنانے میں مدد دیتے ہیں۔

اسی مقصد کے لیے Kaspersky Premium جیسے سیکیورٹی حل بھی دستیاب ہیں، جن میں کڈز سیو ماڈیول شامل ہوتا ہے۔ یہ ماڈیول بچوں کی آن لائن سرگرمیوں کی نگرانی، نامناسب مواد سے تحفظ اور خاندان کے نجی ڈیٹا کی حفاظت میں مدد فراہم کرتا ہے۔

ذمہ دارانہ ڈیجیٹل رویہ

ماہرین کا کہنا ہے کہ اصل حل ٹیکنالوجی کے ساتھ ذمہ دارانہ رویہ اپنانے میں ہے۔ والدین کو چاہیے کہ وہ بچوں کو بھی کم عمری سے ہی ڈیجیٹل پرائیویسی اور آن لائن سیکیورٹی کے بارے میں آگاہ کریں۔ جب بچے خود اپنی معلومات کی حفاظت کی اہمیت سمجھیں گے تو وہ بھی زیادہ محتاط رہیں گے۔

اسی طرح والدین کو یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ آن لائن توجہ اور مقبولیت عارضی ہوتی ہے، مگر اس کے اثرات طویل عرصے تک باقی رہ سکتے ہیں۔ ایک لمحے کی لاپرواہی بچے کے مستقبل پر اثر انداز ہو سکتی ہے۔

سوشل میڈیا نے جہاں دنیا کو قریب کر دیا ہے وہیں اس کے ساتھ نئی ذمہ داریاں بھی پیدا ہوئی ہیں۔ بچوں کی تصاویر اور معلومات شیئر کرنا بظاہر ایک عام اور معصوم عمل لگتا ہے، مگر اس کے پیچھے کئی ممکنہ خطرات بھی موجود ہیں۔

اسی لیے ضروری ہے کہ والدین ہر پوسٹ سے پہلے سوچیں کہ آیا یہ معلومات واقعی شیئر کرنا ضروری ہے یا نہیں۔ اگر احتیاط اور ذمہ داری کے ساتھ سوشل میڈیا استعمال کیا جائے تو نہ صرف بچوں کی پرائیویسی محفوظ رہ سکتی ہے بلکہ ایک محفوظ اور مثبت ڈیجیٹل ماحول بھی قائم کیا جا سکتا ہے۔

ایڈیٹر: نشید آفاقی

چیف ایڈیٹر: شیخ راشد عالم

صارفین سے سرکار تک

کنزیومر واچ

CONSUMER WATCH PAKISTAN

عوام۔نظام اور ایوان

چیف ایڈیٹر: شیخ راشد عالم

ایڈیٹر: نشید آفاقی

پاک واچ

PAKISTAN WATCH

Government of Pakistan office of the Press Registrar Islamabad Registration No.2793

H41، پی ای سی ایچ ایس، بلاک 2، کراچی فون نمبر: 021-34528802-3